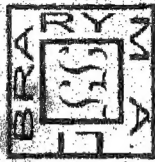


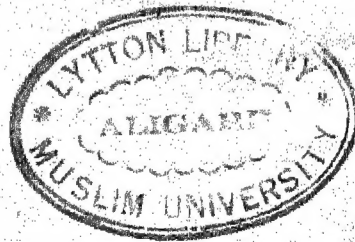
سبب ضرورت اردو ادب و خواہش عام جمیل

پہلا حصہ



۴۰ احسن

دیوان حضرت تھسوع علیہ الرحمہ



حسن ایڈیٹر معیار طبع ہو کر لکھنؤ

مطبوعہ شام اودھ پریس باغیچہ سجاد حسین لکھنؤ

حسد سے دل گر فسر وہ ہی گرم تماشا ہو کہ چشم تنگ شاہد کثرت نظارہ سنی ہو

معارف لکھنؤ کا یہ وہ نامور اور مستند ماہوار رسالہ ہے کہ جس نے آج متوجہ ہونے والے برس کے بعد قیصر و غالب کے گہری نیند سوسائے ہوئے رنگت عری کو اپنی معجزہ بنا کر شوشونکے ذریعہ سے جگایا کی طرح جگادیا اور نہایت شایستگی و آزادی سے اہل تعبیر کو دکھا دیا کہ میں ہوں میں ہوں تمام اردو شاعری کا قابل تقلید معلم میرے اجتماعات ایسے نہیں کہ کوئی عقل سلیم چون و چرا کر سکے اسے تو سہی جو اک روز ساری اردو ملکیت میں میرا ہی سکھ رائج الوقت نہ سمجھا جائے اور یہ میرے ہی فرمان کا خلاصہ ہے کہ میری بیعت کرو یا شاعری چھوڑ دو۔ دعویٰ کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ میں اپنی طنز کا آپ موجب ہوں اور سو وقت اردو شاعری کی اصلاح میرے ہی دم قدم سے ہو رہی ہے ملک کے بڑے بڑے قابل حضرات کو اپنے اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ ہر اہل سخن اور ماہر فن سے میرا خطاب ہے کہ اگر آپ کو اچھے اشعار اور عمدہ مضامین کے دیکھنے کا ذوق ہے تو ادھر دیکھئے۔

موجودہ فہرست مضامین درج ذیل ہے۔
غزلیات (بقید قوافی و تقابل قوافی بغرض موازنہ کلام)۔
مطالعہ تنقید کلام اساتذہ سابق و حال۔
مط (مختلف مفید مضامین نظم و نثر)۔
مط حسین ابتدا سے حضرت غالب کی ہر طرح پر شعراے حال کا کلام بطریق دور مشاعرہ ہوا کرتا ہے۔

۱۵ عام سالانہ عمار خاص ہے

۸

ایڈیٹر۔ لکھنؤ نخاس جدید

مجموعہ کلام حضرت تعشق مرحوم

آپ کا سب صاحب نام تخلص تعشق آپ جناب محمد رضا خان صاحب تخلص انس جو کہ شاگرد و شاہد حضرت شائع علیہ الرحمہ کے تھے ان کے چھوٹے صاحبزادے تھے گو آپ کے خاندان والا دو دہا میں حضرت انس سے جناب جناب شیدائے کتب کلام سے روزگار سمجھے گئے۔ خصوصاً حضرت عشق مرحوم کہ آپ اپنے دور میں کیا محقق و شاعر سیکڑوں ہندوئے مرثیہ کو عیوب شاعر سے پاک رکھنا اس کے موجب آپ بھی اور واقعی یہ ایسا ہی اہم کام تھا کہ آپ کے بعد کبھی سے نہ چل سکا حضرت عشق حضرت تعشق مرحوم کے حقیقی بڑے بھائی تھے اور آپ جناب سید مصطفیٰ عرف ہمارے صاحب رشید آپ کے حقیقی برادر زادے بفضلہ موجود ہیں یہ بھی ایک صاحب کمال مسلم الثبوت اور ستادمانے جاتے ہیں اور بلاشبہ اعانت سخن میں اپنی نظیر آپ ہیں لکھنؤ کی خاص زبان یعنی اردو سے معلیٰ اس وقت تک آپ ہی کے خاندان میں محفوظ ہے نئی تعلیم کا جو زبان پر بلا امتیاز اثر پڑ رہا ہے اس کی یہ خاندان ابھی تک بے نیاز ہے اس خاندان کی خوش گوئی کے متعلق جناب مولوی میر محمد حسین صاحب باہر کا ایک مقولہ مجھے یاد آگیا ہے اسناد احوالہ ظلم کرتا ہوں۔ جناب ماہر ایسا ناز کیا مال و عالی و داغ شاعر سے اپنے خود یہ کہتے سنا کہ خوش گوئی جس کا نام ہر وہ رکاب گنج کی لوندی ہے۔ حضرت تعشق زوہر اپنی خوش گوئی کو صفات شعر میں تمام متاخرین میں ایک نمایاں قابل غبطہ شاعر گذرے ہیں آپ کی نسبت کیا خوب اور بالکل درست جناب عزیز لکھنوی نے اپنے عالم ارواح کے مشاعرے میں اظہار کیا ہے کہ یہی وہ شاعر ہے جس کو ہم تمام خوش گو یاں اہل دہلی مقابل میں تنہا پیش کرتے ہیں۔

آپ نے اپنی عمر کا کافی حصہ مجاورت کر بلائے معلیٰ میں گزارا۔ آپ کے کلام کا زیادہ حصہ مرثیہ سہرام رباعی کا ہے غزل گوئی کم کی تاہم جس قدر وہی حصہ غزلیات کا ہے وہ کیا بے نہیں بلکہ ناباب زمانہ سے حسن اتفاق اور اردو ادب کی خوش قسمتی سے ایک مجموعہ آپ کے کلام کا دست یاب ہو گیا جس کو ملک بین پیش کر کے میں بجائے خود نازان ہوں کہ اگر کوئی مجھے اردو کی خدمت ہو سکی ہے تو وہی ہے کہ میں اس کلام کو پورے خفا سے باہر لایا جس پر لکھنؤ کی اردو شاعری کو فخر و ناز ہے۔

(آبر لکھنوی)

عہ رکاب گنج لکھنؤ کا ایک مشہور خطیب ہے اور وہیں ان حضرات کا موردی مکان ہے۔

M.A. LIBRARY, A.M.U.



U12935

۱۲۹۳۵

CHECKED-2002

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دم توڑ رہا ہے دل بیمار کسی کا
پیر و پے مگر چرخِ جفا کا ر کسی کا
گل پر پے نظر دھیان میں رخسار کسی کا
ایسی نہ سزا پائے گنگا ر کسی کا
پردہ سے نمودار رہے رخسار کسی کا
اتنا ہی تو بندہ ہے گنگا ر کسی کا
ڈھلتا تھا یوں سینہ سیاہ دیوار کسی کا
دینا ہے ہوا زخمِ دل زار کسی کا
دم آج رکا ہے مگر اسے یار کسی کا
دل ہے مرے پہلو میں طرفدار کسی کا
محتاج کفن کو ہے تن زار کسی کا
تھایہ بھل اسے آہِ شہر بار کسی کا
بیتاب بہت ہے دل بیمار کسی کا
آنکھوں میں کھٹکتا ہے دل زار کسی کا
رکھا ہے کفن صبح سے تیار کسی کا
اکھا رہے خالی نہیں افسرہ ر کسی کا

دیکھ آئے عجب حال ہے اسے یار کسی کا
پاتا نہیں آرام دل زار کسی کا
میں باغ میں ہوں طالب دیدار کسی کا
اوٹھو اسے تم لاشِ مری اپنی گلی سے
مہتاب پر اسے دل مجھے ہوتا ہے یہ دھوکا
غمِ صاحبِ الفت نہ کہو دوستو مجھ کو
گھٹ گھٹ کے رولا تا ہے مجھے عبدِ جانی
گہرا تے ہیں وہ سرخ جب آجاتی ہے اندھی
کتے ہو قیامت کی ہوا بند ہوئی سے
لب تک کبھی اس نے نہ دیا حرفِ شکایت
تم دامنِ نلسارہ سے دو خلعتِ آخر
سیر بے ادبی خاک کیا دل کو جلا کر
کتے ہو کہ آج آنکھ پھڑکتی ہے ہماری
مثلِ رگ گلِ سرخ رہا کرتے ہیں دوڑے
شب ہو گئی تلوار کے سوا انے میں تم کو
ہے ایک زبان اور حسینوں کی زبان میں

یون گھر میں پھر ونا نہ دھک پادلی ہو چکے
 ناؤں سے کیا سیہ صد چاک نفس کو
 رہتی ہے شفق کی جو قبا عسرق لبو میں
 سمجھا دل وحشی جو قیامت ہوئی ہر پا
 اے ہا د صبا جاکے یہ کہہ صحت گل میں
 بالکل تھی سید رنگ ہے پیرا میں جو ہر
 دیکھ آؤ کہ ہوا رنگ ارا تو نہیں ہے
 شید اسے ملاحت ہے گراف نہیں کرتا

مرفن ہے مری جان پس دیوار کسی کا
 دل بھونہ کہیں مرغ گرفتار کسی کا
 دامن میں بنو دیدہ غم بنا رہ کسی کا
 اوٹھا کوئی ایوانہ گرفتار کسی کا
 دم بھرتے ہیں مرغان گرفتار کسی کا
 خنجر بھی تمھارا ہے عذا دار کسی کا
 رکھا ہے جنازہ سر بازار کسی کا
 آخر دل زخمی ہے ناک خوار کسی کا

جل بیٹھے دل بیچنے والوں میں
 سنتے ہیں کہ گھر ہے سر بازار کسی کا

سوے دریا خندہ زن و دیار جانی پھر گیا
 سویان سی کچھ دل وحشی پھر چھوٹ گیا
 ہتکڑی بھاری ہو میرے ہاتھ کی آج ایجنوں
 زور پیدا کر کہ ہو سچے حبس تک دست بھون
 سرفروشان محبت سے منو گی آنکھ پیار
 کہتے ہیں آج ملک حسن کے ہیں بادشاہ
 کیوں کہ تر کے عیوض بد بند لایا خط شوق
 بوسہ کیسا اک لب شیریں گالی بھی نہ ہی
 اے ضعیفی سایہ سر پر سے گیا دھوپ آگئی
 گر پرے آتسو عروج ماہ کامل دیکھ کر

ہو بیٹوں کی آبرو پر آج پانی پھر گیا
 ٹھیک ہوئی کو لباس ارغوانی پھر گیا
 دست جانا نکا کہیں چھلا نشانی پھر گیا
 اب تو موسم اے وفور نا توانی پھر گیا
 منہ جو اسکی تیج کا اے سخت جانی پھر گیا
 کیا بجا بالائے سرے یار جانی پھر گیا
 اس خطا پر مجھ سے وہ بلیس ثانی پھر گیا
 آج پھر امید و امیر بانی پھر گیا
 فصل بدلی آفتاب زندگانی پھر گیا
 مری نظرون میں ترا عہد جانی پھر گیا

ولہ

کچھ کچھ کو خوش زبان پر بھی سامان ہو گیا
 دل ہمارا اک مرقع تھا پریشان ہو گیا
 ضعف میں کر دھ بدلو اے کو اوٹھا بار بار
 دانہ بارود دھن دھن سے ہماری خاک کے
 الفت گیسو نے خاطر جمع کی روز حساب
 کہتی ہے دوش صبا پر شمع و پروانہ کی خاک

چار تارے چرخ سے ٹوٹے پیرا خان ہو گیا
 نام گل رویوں کے بستی کا بیابان ہو گیا
 میں تیرا اے درد دل ممنون احسان ہو گیا
 گر پڑی بجلی تو اک دن کو چسراں ہو گیا
 سب مرے اعمال کا دفتر پریشان ہو گیا
 جلد حس و عشق کا دفتر پریشان ہو گیا

دہ ساسے وہ سر پہ رس رخ بل ہو سہو
 جھک گئی آنکھ لڑائی میں ہر شرم آنکھیں نظر
 کیا مہر و اندھیری وحشت سے پھیل گئیں پاؤں
 سانپ میں میرے سیدھے خانے کی زنجیریں تمام
 پھیلے جانے کو اگر محبوب جانی سے سکون
 زندگانی میں جو تھا وحشی نگاہوں کو مستیر
 چند بہ شوق شہادت نے دیا خلعت مجھے
 تو نے خود باندھیں جو اسے کان ملاحت ہریان

رشتہ نظارہ قاتل رگ جہان ہو گیا
 سہ زکون گویا نشان فوج مژگان ہو گیا
 راہ پر ہون کی مرا چاک گریبان ہو گیا
 جان کا در پہ خیال زلفت پہچان ہو گیا
 دل میں آنے کو شکار ہون سے وہ نہان ہو گیا
 خاک ہو کر سر پہ چشم غر لان ہو گیا
 سچ پر اس پر خجسہ گریبان ہو گیا
 زخم ہر اک تیرے زخمی کا نکست ان ہو گیا

اے عشق منین انکی یزین اپنا جنون

طوق اودھرا دترا اودھرا کرے گریبان ہو گیا

دل ہے مردہ خلد میں جانے سے کیا ہو گیا
 اس قدر ترپین کے ہم حشر پہا ہو جائیگا
 با تقدیر پہر جو رکھو کے تو کیا ہو جائیگا
 کاش یہ شہید کو معلوم ہوتا جام میں
 آفتاب دلخ دل کا سامنا اچھا نہیں
 دیکھنا کیسی مبارک ہوگی میا دی تمہیں
 تار پد و رہے ذرا بھی دسے بگڑے ہو آپ
 کیا کنوین مجھ کو چکانی مری کا پسیدگی
 کوئی طائر اسمین ہوا سے بادشاہ ملکین
 تو ابھی سے حسن کی اقلیم کا ہے تاجدار
 تم نہ رو کو گے تو ہو گا بحسب ہستی میں تباہ
 دوز کرمانند پروانہ گرے گا اک میں
 شدت دوران سر میں سر جو ٹکرائے ہم
 خاک میں بھی گردش تقدیر پیسے گی مجھے
 تیرے ہونٹوں کا اثر دے گا مجھے عمر حضر
 جمع میں محفل میں سب مجھے خفا ہو کر ہون

ہم جہان ہو گئے وہ گھر ماتم سر ہو جائیگا
 جب گلے ملکر شراب خوش جدا ہو جائیگا
 فرق مرے دلی سوزش میں ذرا ہو جائیگا
 کاش نہ سر کا لہر دست گدا ہو جائیگا
 سا نوا رنگ اکچا اسے مہ لہا ہو جائیگا
 دام میں طائر جو آئیگا ہما ہو جائیگا
 یہ بھی اپنی زندگانی سے خفا ہو جائیگا
 چاہ میرے واسطے ہر نقش پا ہو جائیگا
 ہو تیرے سر پر سے گزریں وہ ہما ہو جائیگا
 پر جوانی آئے نبی نقل ہما ہو جائیگا
 دل ہمارا کشتی بے ناخدا ہو جائیگا
 جل کے دل کو سوز الفت کامز ہو جائیگا
 کوہ میں ہر ایک پتھر آسپا ہو جائیگا
 ہوں وہ دانہ سنگ مدفن آسپا ہو جائیگا
 تو نے جب پانی پیا اب بقا ہو جائیگا
 بھڑکے بیٹھو ٹکا اگر میں بھی تو کیا ہو جائیگا

لین دم اس منزل میں اب یہ حوصلہ جاتا رہا
عشق کی وہ شور و شین وہ دھول بھاتا رہا
اور میرے ظالموں نے ہاتھ کھینچے ظلم سے
گاہ و گشت میں ہنسنا اٹھارو لانا تھا بھی
اسے جنون بڑی ہنساتے تھے ہم انکے ہنس
جو بت وہ مردہ نظر آتا ہے اوس کے شمشیر میں
خاک ہو کر ٹھہر رہا ہے ہوسے اپس میں ایک
ٹھنڈے ٹھنڈے سے ہاتھ رکھ کر کہہ رہے ہیں پر کیا
کچ کو ہر بھی جواب ہاتھ آئے تو کس کام کا

ولہ

جس کے ساتھ آئے تھے ہم وہ قافلہ جاتا رہا
اک جوانی کیا گئی سب حوصلہ جاتا رہا
آسمان کو بھی جفا کا حوصلہ جاتا رہا
دل نہیں جاتا رہا اک شغفہ جاتا رہا
جب سے منہ بڑھ گئی وہ سلسلہ جاتا رہا
بستی و ملک عدم کا فاصلہ جاتا رہا
عشق کامل کے سبب سے فاصلہ جاتا رہا
کیون دل سوزان کا اب تو آبلہ جاتا رہا
اسے جنون میرا دل پر آبلہ جاتا رہا

ہنان جب ہوا ماہ کا مل ہمارا
عدا افسوس قاتل نے اتنا نہ کیا
نہ چوٹے حضور آپ سیتے تھے غافل
کمان پر کنارا کیا چشم تر نے
نہ تھی آس پھر نیکی جو اس گلی سے
نہ اوٹھیں گے ہم ابکی ایسے گیسے ہیں
جنازہ کے ہمراہ آتا ہے گریان
شہ حسن ہو دشتیان رکنا کر دم
جب آئینہ دیکھا تو کیا ہنس کے بولے
جب اگر کسی نے اوتھا یا تو اوسکے
پھر ہر روز نگاہ خاک اوڑھتے ہوئے
پتری گر میان جب کبھی یاد آئیں
الگ چلے مقتل میں کر ذبح قاتل
جلے گی بھلا کیا مقابل ہمارے
نہ لین گر حسینوں کو ہے بار خاطر

ولہ

تر پتار ہا دیر تک دل ہمارا
کہ کیون کر تر پتا ہے سہل ہمارا
پکارا کیا رات بھر دل ہمارا
جنازہ چلا سوئے ساحل ہمارا
کھلے مل کے رخصت ہوا دل ہمارا
سیا سبھلنا ہے مشکل ہمارا
جھکائے ہوئے سر کو قاتل ہمارا
کہ خالی نہ پھر جائے ساحل ہمارا
کہ مائل ہے مسم پر مقابل ہمارا
جہان لیکے بیٹھا ہمیں دل ہمارا
گیا قافلہ سوئے منزل ہمارا
دم سر و بھر نے لگا دل ہمارا
نہ ہو خون غیر و نیرین ہمارا
ندے ساتھ اسے شمع محفل ہمارا
مبارک ہے یہ ہمیں دل ہمارا

حال تغیر کیا زلف کی سودا گئی کا

اب خدا منہ نہ دیکھا مرثب تنہائی کا

یوں رہا ہے اب سے سو دانی کا
 دل دایوسس کے ماتھے پر اہل تہ ہے
 خوب اسے دل گریار کا نظارہ کیا
 ضلعت اہو تہیں پسر و نین اٹھو تہا
 چاہتا ہوں کہ ذرا اٹھیں ہو جائے صفو
 ہشتم جانا لگی بست میں یہ وحشت ہو گئے
 اب ملاقات، دینو نہیں اون سے ہوتی
 آپ کے سیکر و نین دینا رحمت مارے
 صن اور عشق سے کیا پاپیہ قسمت بھی
 یوں تو حروف خطا تقدیر نہیں شے کا
 مار کر جب کو جو تدبیر خلاصہ کی ہے
 جو میرے واسطے جلتا ہے خدا ہونے دہر
 دل پر دل کا ہم حال کہیں کیا تم سے
 مرتے جتنی کی طرح اون کے کیا جانب وشت
 جس کی ہوجات مناسب ہے اوی سے کہنا
 دل جو مر جائے ہمارا تو کہے کون آہیں

طور ہر داغ میں ہے لالہ صحرانی کا
 ہے عجب حال چسراغ شب تنہائی کا
 نام روشن ہے مری چشم کی بینائی کا
 یاد ایام کہ تھارو روٹا نانی کا
 حال کچھ عسر و غصہ کر وں کا شب تنہائی کا
 کہ ہے آنکھوں نہ گمان کہوے صحرانی کا
 یاد آتا ہے زمانہ مجھے یوحسانی کا
 پس انہیں باتوں پہ دعویٰ ہو مسیحائی کا
 نیک نام آپ ہیں شہرہ میری سیاحی کا
 آپ کے در پہ ارادہ ہے جبین سانی کا
 شہرہ منظور ہے انجما ز سیاحی کا
 میں ہوں پر وانی چراغ شب تنہائی کا
 پھول دیکھا ہے کبھی لالہ صحرانی کا
 حال خط میں جو رسم بھارت سے سو دانی کا
 تیر و بختی سے گلا ہے شب تنہائی کا
 سو گیا جا گئے ویا لا شب تنہائی کا

ولہ

اونس ہے خانہ عیاد سے گلشن کیسا
 ہم وہ عریان ہیں کہ واقف نہیں بچش چوں
 اپنی آرزو دلی بعد فنا کام آئی
 کہ دیا بس کہ تیری آہ میں تاثیر نہیں
 چٹکے اوسس پھول سے برباد ہو پھر تو ہیں
 دل او سے دیکھ چلے ملک عدم کو بخت
 دل بیتاب کی ہے سینہ سوزا میں صدا
 بتا کہی دور اسیران قفس لے عیاد
 چار و نین یہ زمانہ بھی گزر جائے گا
 سخت جان ہیں تری تلو ار سے کیا خوف ہیں

ناز پر در و قفس ہوں میں نشیں کیسا
 نام کس شے کا گر بیان نہیہ دامن کیسا
 ڈھیر بہان گرد کہ در شے ہیں مدفن کیسا
 یہ نہ دیکھا کہ یہ سینہ میں ہے روزن کیسا
 ہم تو اب طائر نکلت ہیں نشیں کیسا
 مال رکھتے نہیں اندیشہ رہزن کیسا
 اصل پارہ کی ہے کیا دانہ گل خن کیسا
 اب تو اک پھول کو محتاج ہیں گلشن کیسا
 ابھی رو میں گئے جو انی کو لڑکپن کیسا
 سختی مرگ سے دبتے نہیں آہن کیسا

جل گئے صورت پر دانہ تب عشق سے ہم
ایک دن ابلق ایام کر کے گا پامال
عشق سے کام نہ تھا حسن کی پروا بھی تھی
کیلئے ہودل بیتاب سے پھولوں کی طرح
شمع سے آپ کے سوزان یسنا کرتے ہیں
جاہتا ہوں کوئی دیکھے نہ تیری تیغ کے زخم
نقش پاؤں ہوس نام و نشانِ انجلیکین
آندھیاں گرم جو چلتی ہیں مری آہوں سے
سینہ اپنا ہے ہمارا دل سوزان اپنا
دو رجب سے صفت برگ نزان دیدہ ہی

پہنکدے لاش اوٹھا کر کوئی مدفن کیا
مجھ سے وہ رہ گئے بگڑنا جڑ تو سن کیا
یاد آتا ہے جوانی میں لڑکپن کیا
اور ہوتا ہے مری جان لڑکپن کیا
کوئی تختہ کفن بھی نہ سو مدفن کیا
چشم جراح سے کیا دیدہ سوزن کیا
ہم تو ہٹے ایلے بیچے ہیں مسکن کیا
منہ چھپا لہتہ چراغ نہ دامن کیا
شمع فانوس و چشمہ داغ نہ دامن کیا
یاد آتا ہے شب و روز و گلشن کیا

ولہ

جفا ہے گردشیں یل و نہار سے پیدا
سزا بار بنی قبر اور بیٹھ گئی
یقین ہے کہ تب عشق طول کھینچ گئی
کسی کی سٹے ہوئی منزل کوئی وطن پہنچا
تیرے دم بھن کو یہ سون ہوئے کہ خاک ہوا
ہمارا ہی ہے دل آواہیں کے بننے کی
کسی اسپر نفس کا ہنر کس پر یا سہ دل
ہمارے ضعف جگر کے اثر سے جو درد سہی
عس و وج قہل میں اگر ہو سے امیر نفس
کریم کشنہ تیغ نکلتا ہے وہ تم کر سے
خدا ہے وہ جس طرح دیکھتا ہے سوزان کا
نفس میرا ہے رکھ اسے باغبان ہر پرک
تمام یہ ہیں اسے کو ر آگے سہو یا حسد
بھی پیا نہ گریبان سوز یاد حسد
جس مہ دل زنی سے چاہے نیکو یا نیک
نجیب کام کیا ناوک مجھ سے سنے

کیا ہے ربط مگر چشم یا سہ پیدا
نشان نہ تھیں اپنے اغیار سے پیدا
ہوئی ہے الفت گیسو کے بار سے پیدا
زوال حسن پہ خطہ خوار سے پیدا
نیز پوسے نہ فاسد مزا سے پیدا
وہ سہیل چہ چہزہ آشک بار سے پیدا
مگر یہ سہو ہے نسیم بہار سے پیدا
ہوئی کیا یہ خاک کو خزاں سے پیدا
نہ ہونے لگتے کشمکش و ہمارے پیدا
کر اس پہلو کی سب سے سبب قرار سے پیدا
وہ جوانی سدا خم دن و آفتاب سے پیدا
جگر و دل و تہا و ہوا سے پیدا
جگر میں درد ہوا ہے نشانہ سوز
بہتر کا نہ کشش ہے اپنے خواہش سے پیدا
گر ہوا ہے سبب تمنا صبر خدا سے پیدا
صدا ہوئی ہے وہی دل سے پیدا

متماری زلفت کو ہے ناگوار گری حسن
 شباب و شب کامیرے کچھ اعتبار نہیں
 رہا نہ دیکھ کے مجھ دل جلے گو عزم اپنا
 وہ نخل خشک ہوں جو لائق اس چمنے تھا
 گمان خلق کو ہے چاند فی نے کھیت کیا
 یقین ہے کہ وہ تر داموں کو پاک کرے

کچھ پنج و تاب ہے ایک ایکٹار سے پیدا
 ہوا ہوں رنگ خضران و بہار سے پیدا
 صدائے شکر ہے نخل چنار سے پیدا
 ہوا ہوں رحمت پروردگار سے پیدا
 عجب سمان ہے خطر وے یار سے پیدا
 اگر ہے آنکھ تو ہے ابشار سے پیدا

دیگر

کون دہ تین مٹ گیا صبا و خان عندلیب
 عاشق گل جان کر اوس گل نے غنچہ کی طرح
 عاشقوں کے گھر میں شادی وصل کی چون رو
 سہ خزان باغون میں روتے ہیں یہ کیا باغبان
 کیا خزان میں جا میں سوے باغ ہم عاشق تراج
 یہ دماغی سے ہے گلکشت آتاب و گل
 باغبان جب فصل گل کے چھچھے کرتے ہیں یاد
 یہ کتنے کائناتے ہیں نظر آتے ہیں پیاسے خون کے
 قطرہ شبنم نہیں یہ راہ حسن و عشق میں
 باغبان کرتے لگے نالہ مرنے کے واسطے
 عاشقوں پر ہر عشق و قوج اوٹھ سکتا نہیں
 حال و عاشق پر بھلا کیا احتشام عشق کو
 ہر گز میں فاک و رقی ہے ہی فصل بہار
 ہر گز گل ترسپہ کر چاند غنی ہوں باغ میں
 کیا اسیری میں لکایا ہے گلون کی یاد میں

موسم گل میں اور جازا آشیان عندلیب
 منہ بنایا حسن کے آواز فغان عندلیب
 چاروں گل باغ میں ہیں ممان عندلیب
 گل یہاں تھے اس جگہ تھا آشیان عندلیب
 منہ کو اکاٹے جگر سنکر فغان عندلیب
 باغ سے بسرا و تھا یمن گل خان عندلیب
 بیٹھ کر روتے ہیں زیر آشیان عندلیب
 گل کو یہ منظور شاید استخوان عندلیب
 گوش گل میں ہیں ہر اشک و ان عندلیب
 عشق گل میں جہنم نے سنیں با فغان عندلیب
 بار شاخ گل ہے جسم ناقوس عندلیب
 کان رکھ کر گل مہین سے فغان عندلیب
 کیا او داسی ہے میان شیمان عندلیب
 ہر طرف برکت خزان ہوں فغان عندلیب
 ہوں رکھ گل سے شاہ استخوان عندلیب

ای عشق رحمت گل میں ہوں ایک عالمی
 سرگزشت عاشقان و داستان عندلیب

لیا تصور ہے کہ ہوں ہر وقت ہم پہاوی دوست
 کس ترکت سے وہ تلواریں لگاتے ہیں مجھے
 ظلم و تلوار ہوں مگر شکوہ میں کر سکتا نہیں

ہر گل داغ جگر سے آریا ہر ایک دوست
 فصل شانہ و باغے جلے ہیں گیسو دوست
 جگر دل سخت ہیں تہی نازک خور دوست

صل کہ میں اپنے اپنے کام میں مصروف
خون ناحق کا محض آئینہ ہو کس حسن سے
حسین کو اعجاز میں بھی سحر میں بھی ہر کمال
بام پر آتا ہے جب ہوتا ہے پیدا ماہ نو
و اسے حشرت کس طرح وہ قتل کرتے ہیں مجھے
جو ہے وہ ہے خود ہے سنکر اس کے گھناؤ کی صدا
سرد فرقت میں پڑا رہتا ہے میت کی طرح
یاد کرنا حسرتیں مجھ کشتہ بے حیرم کی

اوسلی المصین تیغ ہر یقین میری المصین ہو دوست
نام سے تعویذ کے بانڈ سے گئے بازوے دوست
لبس چا سامری ہے نرس جادوے دوست
اونگلیاں اوٹھتی ہیں لاکھوں جانبلہ برو دوست
غیر چہرے سے ہٹاتے جاتے ہیں گیسو دوست
مثل افعی لوستے ہیں پاؤں گیسو دوست
گرم رہتا تھا اسی دسے کبھی پہلوے دوست
اسے رفیقو جب دبا نا شانہ بازوے دوست

اے عشق اب سر شو ریدہ ہے اور سنگ ہے
وصل کے ایام میں غی غارت زانوے دوست

جموٹی ہو گئی طسوق گلو آج
دکھا منہ چاند کو نہیں نہیں کے تو آج
تلاش یار کا تھاد میان کل تک
بہنہ دیتے تھے جو گل و س گلی میں
سر محفل بھرائے ہوتے آنسو
کل اسے دست جنون پھر دھیان میں
برش تیغ نغمہ کی آرمائیں
اکیلا ہوں شب فرقت میں ایدل
ہوا ترک محبت پر نہ راضی
میرے لاشے پہ آو بال کھولے
یوہین پلے رہو میرے گلے سے
دلا جانے ہیں اب اونچی گلی سے
بہت نازک ہیں وہ اچھت جانی
شب فرقت کی آفت سے بچانا
ترکے در پر پرے دم توڑتے ہیں

کیکی یاد آئی گفت گو آج
یہی صحبت رہے اے ماہ رواج
ہمیں ہے اپنے دل کی جستجو آج
پڑے پڑے ہیں روئے کو بلو آج
گئی ہوتی ہمار سی ابرو آج
گر مہمان کو کیا ہے گر نو آج
لو آنکھیں ذرا اے جنگ جو آج
سہل جاؤں کرے باتیں جو آج
رہی تادیر دل سے گفتگو آج
سو نکمجا جاؤ وہ زلف شکو آج
محبت کی چلی آتی ہے بو آج
گلے مل مل کے روئے ہمے تو آج
حندار کے ہمار سی ابرو آج
خبر لینا ذرا اے مرگ تو آج
کھلتی ہے ہمار سی آرزو آج

عشق و یاکہتا ہے کس کا تو را
لگی ہیں دونو آنکھیں چار سو آج

یہ میرے نالوں سے تھی تنگ حیرت یار میں روح
 لگیں بہار کی راتیں چراغ گل ہیں خوش
 ہمیب تنہا قہر ڈالا غم جھرائی سے
 بہت مرے تن پر داغ سے محبت ہے
 تمہارے بال جو سنبل سے یاد آتے ہیں
 ہم اس چمن میں وہ بلبل تھے صاحبِ الفت
 کیا میانِ نفس اس قدر تصور گل
 نہ ترک ہوئی ہے الفت تری نہ عزت ہوں
 نشانِ کشان مرالاسہ تو لے گئے احباب
 بدن سے جھوٹ کے جا کر رہے گی گلشن میں
 قدمِ شدم پہ جنازہ نہ کیوں غمہ جاسے
 ہے اختصار سبھے دوست تو ترے دو
 فغان و آہ ہے کیا حکم ہو تو سانہ نون
 دکھا دے رخ تو یہ کانٹا ابھی نکل جائے
 حیرام ناز کی الفت مری پہ بھی نہ لگئی

کہ بعد مرگ نہ آئے کبھی نزار میں روح
 بڑا گشتِ شمع جس سے تن نزار میں روح
 نزار میں ہے مرا جسم کوئے یار میں روح
 رہے گی بعد فنا جا کے لالہ نزار میں روح
 بڑا گشتِ زلف پر نشان ہے امتحان میں روح
 وداع تن سے ہوئی موہم بہار میں روح
 ہوئی طائرِ نگشت تن نزار میں روح
 نہ اختیار میں دل ہے نہ اختیار میں روح
 نکل کے رہ گئی قالب سے کوئی یار میں روح
 کہ عندلیب ہے عشق گلِ عذار میں روح
 کہ میرے جسم سے نکلی ہے انتظار میں روح
 اسی طرح اسے نکلتی ہے ہجر یار میں روح
 مرادِ آپ کے بس میں ہے اختیار میں روح
 لگی ہوئی ہے تری پھول سی عذار میں روح
 ہشتک پھرتی ہے ہر نرسے رکھنا میں روح

حیات کا ہے عشق بہلا بھر وسا کیا

ہوا حساب میں ہے یا ہے جسم نزار میں روح

دو دمون سے ہے فقط کو خیر بیان آباد
 تجھ سے اے درد ہے قصرِ دل ویران آباد
 جس جگہ بیٹھ کے روئے وہ مکانِ بگئے
 قیاس و فرہاد کے دم سے بھی عجیب فن تھی
 وحشتِ دل یہ بڑھی چھوڑ دیے گھر بے
 آمد قاتلِ درد و الم ہے صد شکر
 شنگے داغ جگر حسن رخ یار گیا
 ترے دیوانہ کے جس دشت سواوٹے بستر
 صورتِ شمع ہوا خاک بدن جل جل کر
 صہبتیں ہو گئیں برباد گلِ انداموں کی

تم چیشہ رہو اے حسرت و ارمان آباد
 کیا سزا فراز کیا خانہ ویران آباد
 شہر ہونے نہیں دیتے ترے گریبان آباد
 کچھ دنوں خوب ہے کوہ و بیابان آباد
 تم ہوئے خانہ نشین ہو گئیں گلیان آباد
 آج ہوئی ہے سرے دل ویران آباد
 گل کی ہے تاکہ عطا کیا یہ گلستان آباد
 وحشیوٹے نہ ہوا پھر وہ بیابان آباد
 پہنے تربت بھی نکلی اوشب ہجران آباد
 خاک و رتی ہے وہاں تھے جو گلستان آباد

سینہ دل میں خوشی سے نہ جگہ تھی غم کی
ای عشق یہ مکان بھی تھے کبھی ہاں آباد

دل جل کر رہ گئے ذوق رشک ماہ پر
گیسو کو ناز ہے دل روشن کی چاہ پر
نیند اوڑ گئی گراں ہے پرشب رشک پر
ہے یاد خفگان زمین کا جو خط سبز
لٹ تا ہے خانہ دل عاشق پچائیے
تاثر کا ہے خوف او بھین عین شوق میں
محشر ہے بندہ میں کشتوں کے راستے
کیا آدمی کی خاک کو روند و غین احم دل
کتے ہو کسکے قلب میں یا و بھٹا ہوش کو
آخر تماشا کو رہوئی دل کو عشق میں
دل کے دیوانہ میں ہنود غل غیسر کو
اوہ کی سانس لینے کا ازار ہو گیا
بخیہ جبر استہ دل نازک مزاج کا

اس قاصد کو پیاس نے مارا ہے چاہ پر
پروانہ یہ چسراغ ہے مار سا یاہ پر
بجلی نہ کیوں فلک سے گرے میری آہ پر
بھولے سے میں قدم نہیں رکھتا گیاہ پر
بلکڑی ہوئی ہے فوج مژہ کس گناہ پر
ہے دلہہ ہاتھ کانہ بین آواز آہ پر
قد بارہ پر ہے بازو ہے تیغ نگاہ پر
روتا ہے پاٹا لیے فردم گیاہ پر
روتا ہے دل میرا مرے حال تباہ پر
برسون تباہ ہو کے اب آیا ہے راہ پر
لینا جو ہو تو بھیجی اپنی نگاہ پر
جسکی نظر پڑی تری تر تھی نگاہ پر
مہر قوت ہے حضور کے تار نگاہ پر

دیکھ

نگی ہے آک و زمین داغ جسم لاغ پر
ظہار رات سے ، آغ اکہ بران ہوا پر
سماہ بخت نہیں کوئی حاصل میں ہوا
خبر کسی کو ضعیفوں کے قتل کی ہوئی
ہے اس قدر تری و جشی کے خود کایا ہوا
فزا کے بعد بھی او کٹنے کو جی نہ چلے گا
ہمارے خون کا جہا ہے مانع افکار
پکا دیا اثر خون گرہ نے بالکل
شکت ہو گا دل اوس جنت کی خیال
انہی نے دشت فروری یہ یہ یہ رقم کیا
لگا تھا خط میں او بھین حال آہ زانگا

لٹائیو غمے پانی چھڑک کے بستر پر
سحر کو خاک پڑی تھی ہمارے بستر پر
ہر ایک وقت اندھیرا ہے اپنے بستر پر
ہم ایک قطرہ خون تھے زبان خنجر پر
کہ انکوش کی حد ہے زبان خنجر پر
بھیب لطف کا سایہ ہر آب کے در پر
گرہے صبر جو جشی زبان خنجر پر
ہم رہا ہے مینو زبان خنجر پر
تینا دیا کوئی کشتہ گرا جو خنجر پر
تھا دھسرتن سو یا ہوں آج بستر پر
سنہ راد میں بجلی گری کیو تر پر

چلا نہ جلے گا خنجر سے دیکھ کر حال
 ترے مریض محبت نے قبر کی آباد
 یہ تشنگی مری زخون کو ہے معاذ اللہ
 اوٹھائے لے گئے لاشہ کشان کشان
 کمال خط میں رستم تھا جو شوق اس میں کا
 پڑا ہے پر تو عارض خط او نکوینہ میں
 عدم سے دل کو نہ لاتے نہ توڑتا وہ بہت
 تمہاری بھوک میں یا د آئیگی بہت پس مرگ
 ہزار شکر کنا کس مزہ سے خلق اپنا
 یہ دم بدم کسی سوزان کی آہ آتی ہے
 تجھے جو اے دل گم گشتہ دھوئیں نے نکلا
 تمام عسر کی کی ابھی نہ پانی نے
 وہ انتہا کے ہیں نازک میں سخت جانوں کی
 جلو نکامین کہ دل اس بہت کا غیر ہر آیا
 بد نکو آبلہ دل کھلائے دیتا ہے
 تمہارے عہد میں یہ کیا دلون کی بے قدری
 یہ آئینہ کو رو لایا تمہاری دوری لے
 تمہاری چشم نے اتنا کیسا تہ و بالا
 بہا دیا ترے غمون نے رو کے چشمہ فیض
 ہوا یہ زرد تری چشم دیکھ کر ساقی
 چمن او داس پڑا ہے ترے نہ جانے سے
 غبارِ سوخ ہے مٹی میں بولے الفتنے
 اوہ دل کو لیکے اوٹھے آئینہ کے دھوکے میں
 اکوئی طریق جفا کا اوٹھانہ رکھنے کا
 ڈبو دیا مجھے اشکون میں عشق دندان نے
 عجیب وضع کی دجسپ چال چلتے ہو
 پھر نہ دل ترے کو چہ سے ہم عدم کو چلے

جو آپ ہاتھ نہ رکھے گا چشم جو ہر پر
 عجب طرح کی او داسی ہو کج بستری پر
 بچانہ آب کا قطرہ زبان خنجر پر
 پڑا رہا مرا سایہ حضور کے در پر
 تمام راہ رہی چسانہ فی کبوتر پر
 یہ سرخ گل تو غنچے باز دوسے کبوتر پر
 خبر نہ تھی کہ یہ شیشہ گرے گا پتھر پر
 کیا پائون پڑے گا جو کاشہ سر پر
 کہ مدتوں رہی لذت زبان خنجر پر
 ہوا سے گرم کے جھونکے نہیں ترے در پر
 میں جس حین میں گیا گر بڑا عسور پر
 عجب کریم کی رحمت ہے دیدہ تر پر
 عجب طرح کی مصیبت پڑی ہے خنجر پر
 اوڑے گی آگ کہ پتھر گر اسے پتھر پر
 اک آسمان گر اسے تمہارے لاغر پر
 کہ مہربان بھی نہیں بیٹھتین صنوبر پر
 کہ اب ورم نظر آتا ہے چشم جو ہر پر
 میان میکہ شیشے دھرے ہیں باغر پر
 جھوم جھشی صحر ہے دیدہ تر پر
 کہ احتمال گل زعفران ہے ساغر پر
 گمان ہے دل مایوس کا صنوبر پر
 یہ کس شہید کی تربت ہی آپ کے در پر
 ضرور جائیں گے ہم تربت سکندر پر
 ہمارے آپ کے بس گفتگو ہے خنجر پر
 تھی نہ کشتی عسر کے آب گوہر پر
 تمہارے پاؤں کے بنتے ہیں نقش پتھر پر
 رہی امید ملاقات روزِ محشر پر

شب فراق میں ہے طورشام غربت کا
کیا ہے تیغِ تلک سے کسی پیری نے شہید
طلوع ہو جو مقابلِ بین داغِ سودا کے
وہ ہمارا آج خود آیا ہے روشنی کرنے

گمانِ غولِ سیا بان سے مجھ کو اختر پر
بجائے مرسلیمان اپنے محض پر
پسینہ آگے رخِ آفتابِ محشر پر
مرے چراغِ محمد منس رہے ہیں اختر پر

جمالِ پاکِ عشق بھی دیکھ لے شاہا
کین جاپوس کر سہند میسر پر

مجھ گیا دل نہ رہی فصلِ بہارِ عارض
دل ہو آباد زیاں ہو بہارِ عارض
ہم عشرِ یونک دکھائے ہیں بہارِ عارض
کیا خبر تھی خطِ شریکِ نکل آئے کا
رخ رنگین سے کمان گرتے ہیں فقراتِ عرق
گر بھی عجب اندھیر نرا کت او تکی
گالوں سے پان کی سرخی بھی نظر آتی ہے
ہو چلی وصل کی شب آپ کا منہ اور تریا ہے
آپ کے حسن کو کہتے ہیں سب اربابِ نیاز
ہاتھ اوٹھا کر مہ نونم کو یہ دیتا ہے دعا
چونک اوٹے سوتے ہیں آیاتِ خسارِ جواہر
عکسِ رخسار سے گلرامِ بنی بن زلفین
خط و رخسار کا دیکھا نہ کبھی سن انکوس
عشقِ رخسار میں جانا ہے مجھ چوٹ کے دل
ہم سیرِ بخت کبھی تھے خطِ شریک کے میدان
اونکے رخسار پر رہتی ہے نظرِ آٹھ پسر
برق جلتی ہے ترے آتشِ رخ سے بالکل
روحِ مجنون ہوئی تیری رخ و کیسو پہنار
چاند پر ڈالتے ہو خاکِ غضب کرتے ہو
مالِ رخ جو تھوہ دل تو پھنسنے زلفون میں
فیضِ رخسار سے ہے خطِ سیرہ نوا نشان

بے چراغ اب نظر آتا ہے دیارِ عارض
کہ سلمانوں کی بستی ہے دیارِ عارض
بانٹ دیتے ہیں وہ تحصیلِ دیارِ عارض
صبحِ عارض میں بنان تھی شبِ عارض
گلِ عارض سے ٹپکتی ہے بہارِ عارض
سانو لارنگ ہوا ہے شبِ تارِ عارض
ہے مگر حسنِ صفا آئینہ دارِ عارض
ہے اوداس آج بہت صبحِ بہارِ عارض
ناز پروردہ دامان و کنارِ عارض
عسرِ بحرِ حسن رہنے زیب کنارِ عارض
نازنین روئین کلائی کے ہیں خارِ عارض
طائرِ رنگت گیسو ہے شکارِ عارض
ہم سے برگشتہ رسمے لیلِ ہنارِ عارض
ہو مبارک سفرِ راہ و یارِ عارض
یادِ ایام کہ رہتے تھے نثارِ عارض
ہے مرے نام پتھیلِ دیارِ عارض
عکس ہے کان کے بند و کھارِ عارض
زلفِ لیلی کے لیے ہو گئی ہارِ عارض
عطرِ مٹی کا ہے عارضِ کوخسارِ عارض
رسن زلف میں لکین گے شکارِ عارض
چاندنی رات ہوئی ہے شبِ تارِ عارض

<p>آتشین رخ سے چلے ہیں عرق کے قطرے نظر آتی ہیں رگین جسم گھلے ہیں ایسے وہ مجھے روتے ہیں منہ مسخ ہوا جانا ہے منہ ترا دیکھ کے شاخوٹے گے پڑ تو ہیں گل چاند پہ دیکھ کے ہالے کو فدا کیوں تھیں ہر گھر می ناز سے رہتا ہے مکہ چہرہ نامہ شوق پہ منہ رکھ کے بہت میں دیا کیا ہوا پھر جو چہرہ آئی خط شہرنگ کی فوج خط رخسار سے جان اپنی بچے گی کیونکر</p>	<p>بجھتے ہیں خاک پہ گر کر سے شرار عارض دل ہے اے رشک چمن عاشق راز عارض کیا نزاکت ہے کہ آنسو بھی ہیں بار عارض خاک پر لوٹے ہیں عاشق زار عارض یوں تو آہ دل عاشق ہے نثار عارض اون کے عارض کی صفائی ہو غبار عارض خوب نکلا خط محبوب سے کار عارض لشکر حسن سے چھوٹا نہ حصار عارض ایک دم ہو گئے ہیں لیل و نہار عارض</p>
---	---

دیکھ

<p>لو ان اپنے ساتھ اوستا کر لے گیا اور رنگ شمع اشک نکلے عشق کیسویں کروں آہ و فغان زخمی الفت ہو نہیں جو یارے قہر سردہر وہ کف سے مونہ چھپائے سو بہرین رخاک شعلہ رو جلنے جلائے ہیں چاندنی کی مال آتش غم نے دکھایا بعد مر دن بھی اثر شعلہ آواز و روئے آتشین یار سے ایسے شب غم بیٹھے ہیں بعد فغان شکوہ سے غضب آراستہ صحت شب ہر جلی زندگی بھر سختیاں دلنے اوٹھائیں کھائی دروغ خاک دوڑائی ہوئی ہے ایک جلیانیاں بعد اپنے سوزان سے کبھی ملتا نہیں وہ ترہ رنگ</p>	<p>کچھ نہیں شاہو نکی تربت پر سوا سگ و شمع چاہیے پر قافلہ کے ساتھ شبنم رنگ و شمع موسم سرما میں ہے لطف مکان تنگ و شمع چین اٹھا تھامہ جلو شبنم کو بے اورنگ و شمع ایک ہیں ہم آپا و پر وائے تنگ و شمع بنکے شعلہ اور گئے تربت سے میری سنگ و شمع مثل پر وائے جلیں مرغان خوش آہنگ و شمع قافلہ پیچھے روان ہو آگے آگے رنگ و شمع آسمان و ماہ ہے فافوس مینا رنگ و شمع بعد مر دن بھی رہے سینہ پہیرے سنگ و شمع خوب اسپین ملے پر وائے بے رنگ و شمع کیسے ہم اغوش میں پر وائے بے رنگ و شمع</p>
---	---

ایسی عشق مثل ناسخ تھا کبھی ہیکو بھی عیش

وصل میں ہی رونق محفل نواے چنگ و شمع

<p>اپنی فرست کے دن آئے یار چلے آتے ہیں پڑ گئی کیا نگہ مست ترے ساتھی کی یاد کین نشہ میں دہائی ہوئی آنکھیں بسکی</p>	<p>کیفیت پر گل رخسار چلے آتے ہیں لڑ گئے مئے میوے میخا چلے آتے ہیں غش چلے آتے ہیں جمار چلے آتے ہیں</p>
---	---

راہ میں صاحب الکثیر کھڑے ہیں مشتاق
 باغ میں پھول ہنستے دیتے ہیں سید رویہ
 دیکھ کر ابرو سے خدار پھر کر یوں عاشق
 بس طبع نرغے میں چلتے ہیں غزال صحرا
 یوں وہ بے خود کہ یہ بے نالہ سوز اپنے گمان
 چاہتے شوق قیامت اپنے تعظیم اوتھے
 شور سنتے ہیں جو ہم چاکس گر کیا نہ بھکا
 ہر طرف حشر میں جھنک رہے نہ بھولے

خاکساران و دیار چلے آتے ہیں
 نالہ مرع گرفتار چلے آتے ہیں
 غل ہے کھائے ہوئے تلہ اڑ پڑ آتے ہیں
 یوں تیری چشم کے بیمار چلے آتے ہیں
 شعلہ آتش رخسار چلے آتے ہیں
 آپکے عاشق رفقار چلے آتے ہیں
 بند کھولے سر باز چلے آتے ہیں
 اونکی زلفون کے گرفتار چلے آتے ہیں

جل امی تیغ کلمہ آج عشق پر ضرور
 لوگ اوس کو بچہ سے خوبا چلے آتے ہیں

کب اپنی خوشی سے وہ آئے ہوئے ہیں
 کبھی پروا فلاک آئے ہوئے ہیں
 کبھی تو شہید و کبھی قہر و نہ آؤ
 کیا ہے جو کچھ ذکر مجھ دل چلے کا
 ذرا پھول سے پاؤں میلے نہونگے
 کہیں خاک بھی اب نہ بیٹھی گی اپنی
 گرے گا زمین پر نہ خون شہیدان
 فقط پاس ہے اوسکے تیرنگہ کا
 جنازہ مراد و ستوکل اوٹھانا
 اوٹھیں پاس ہے دل ہمارا مقرر
 جو ہے گھر کے اندر وہی گھر کے باہر
 میرے بعد جانیکے اوترین کے کیونکر
 نہو سبزہ رنگوٹھیں کیوں اونکی شہت
 میرے خط کے پرزے اوڑھاؤٹھیں
 خدا زلف سے دل جگر کو پچائے
 تر پیکر شب ہجر میں کیوں نہ روؤں

میرے جذب دے بلائی ہوئے ہیں
 اون آنکھوں کے شاید سکھائے ہوئے ہیں
 یہ سب گھر تھارے بساٹے ہوئے ہیں
 پسینہ میں بالکل نہائے ہوئے ہیں
 تم آؤ ہم آنکھیں پھیلائی ہوئے ہیں
 کہ اوسکے گلے سے اٹھائی ہوئے ہیں
 حبش آپ دامری وٹھائی ہوئے ہیں
 جو سینہ سے دلو لگائے ہوئے ہیں
 کہ وہ آج منہ دی لگا ہوئے ہیں
 وہی ہم سے آنکھیں چرائی ہوئے ہیں
 وہ آنکھوٹھیں دلمیں سمائی ہوئے ہیں
 یہ کہ میرے جو میرے پیہائی ہوئے ہیں
 میرے قتل پر نہ میرے کھائی ہوئے ہیں
 کیسے سکھائے پڑھائی ہوئے ہیں
 بڑے پیچ میں وٹھائی ہوئے ہیں
 چلتی ہی برق ابرائے ہوئے ہیں

عشق وہ جو چاہیں بائیں سنائیں

سہرے میں ہم تو جھکائے ہوئے ہیں

یاد چشم دل سے کبھی جاتی نہیں
آہ دل کس کس طرف جاتی نہیں
لوہی سے شام حسن صبح پر
ہی صبا کو ہم اسیر و شغبار
کچھ خبر ملتی نہیں دل کی مجھے
رحم کے قابل نہیں مرقعاتش
قبر میں دکھ کر مجھے کتنے لگے
وہ کفرے کتنے ہیں میری لاش پر
خوف میز ہے کمال اسے شام عید
بے تیرے رہتی ہے اونچن ات بھر
حسن کی گرمی سے ہم تو جل گئے
دلہین بیان روزن ہیں اور کتنی ہیں
پلوہ زخمی آگے میرے سامنے
کوچہ گیسو میں ہے کیا تیرگی
لاش پر بھی آئے منہ ڈھائے ہوئے

اب تو بھولے سے سہیلی تھی نہیں
اے اثر تجھ کو کہیں پاتی نہیں
عارضوں پر زلف لہراتی نہیں
اس طرف ہو کر کبھی جاتی نہیں
آج نالوں کی صدا آتی نہیں
نگہست محل اے صبا لاتی نہیں
کیوں طبیعت استو گھبراتی نہیں
ہم تو سنتے تھے کہ نیت آتی نہیں
ضعف سے آواز بھراتی نہیں
کروٹن لیتے ہیں نیند آتی نہیں
آپ کی رنگت بھی سونلا تھی نہیں
آہ کرنا بھی تجھے آتی نہیں
چاندنی کب پاؤں پھیلاتی نہیں
ٹھوکرین کسی نگہ گھاتی نہیں
بدگمانی آپ کی جاتی نہیں

آئی بھیری چھوڑ عشق لاجوان
آئی نقوش تجھ کو شوم آتی نہیں

نئے آج اوسکے چلچ پھرتے ہیں
تری جاسہ زیبی کے کل شمع عاشق
تلاش شب وصل میں پھر ہا ہوا
تجھتے ہیں تقاسم چاکوین یہ بھی
چمن میرے داغوں کے کیا اونٹوں کے
سمائے تھیں مثل بوہر ہیں میں
نے گھا بھلا کون یہ سخت باتیں
پہری ہے نظر ہم سے اوس راہ رو کی
نگاہ غصہ ہے سینوں کی چھپر

ہمارے دواغ کمن دیکھتے ہیں
انھیں آج پہنے کفن دیکھتے ہیں
ہر آپ دیوانہ ہیں دیکھتے ہیں
شکستہ جو قبر کمن دیکھتے ہیں
یہ لوگ آپ کی اچھن دیکھتے ہیں
جو ہم کوئی بھی گلبدن دیکھتے ہیں
حضور اپنا طرز سخن دیکھتے ہیں
نیا دور سپنج کمن دیکھتے ہیں
میرے دلکو ناوک کمن دیکھتے ہیں

غم آئے نہ پاتا تھا کل جس مکان میں
 خیال رخ و زلف میں کون روئیں
 چلا حسن عاشق بھی ہوئے ہیں جست
 بگاڑا ہے زلفوں کی صحبت فرایسا
 ملائے ہیں چاک کے دریا میں آنسو
 تیرے حسن کا رعبا ایسا ہلے کل
 اونچین ہم سمجھتے ہیں لفظ کا عاشق

اوسے گھر کو بیت انحرز دیکھتے ہیں
 کہ پانی میں سورج گہن دیکھتے ہیں
 مسم آج آپکا بالکون دیکھتے ہیں
 کہ سرد مہین پر شکن دیکھتے ہیں
 جو میل تیرا پر ہیں دیکھتے ہیں
 کہ چھپ چھپ مرغ چمن دیکھتے ہیں
 جسے ہم اسیر رس دیکھتے ہیں

عشق نے انا کیا ترک شاید
 اوداس آپ کی انہن دیکھتے ہیں

جوش پر تھیں صفت ابر بہاری انکھیں
 بن جلوت میں صفت ابر بہاری انکھیں
 کیوں اسیران نفس کی طرف آنا چھوڑا
 سسٹے آگئی گلگشت میں تر گس شاید
 کیا در اشک سے ہیں دامن مرگان ملو
 دیکھتے ہیں طرف پناہ ذوق الفت سے
 شوخیان آہو و نگی دہن میں کب آتی ہیں
 فکر وہ آب کو محتاج کیسا گردون سے
 دور سے دیکھ کے نگو کوئی جی بھرنا ہے
 ابر کو دیکھ کے ہر مرتبہ بوسٹیں آتا ہے
 جب ہنسا اٹھتا ہے سے تو یوں کیا ہے ہیں
 لطف دیکھا نہ کسی چیز کا اشک کے سوا
 کشتی ہے ہر کدم سے غم خراہن ہل
 کہ نہ آتی ہے ہم قابل نظر انہیں
 کیوں ہم آگاہ مستفرا ان کہوں ہلکوں کو
 دو دن کیسا سے کس سے آنا چھوڑا
 کو رہو جلاؤں مگر عشق میں دیکھ نہ روک
 سیکڑوں شیشہ دل بادہ شوئے توڑے

بہ گئیں انون کے ساتھ چہاری انکھیں
 اونٹنے دیتی ہیں کسان گرد واری انکھیں
 پھر لہن تو نے بھی اے باد بہاری انکھیں
 ہلکوں سے چن چن ہیں جو متعاری انکھیں
 کب زبان سے کہ کرین شکر گزار ہی انکھیں
 صفت میں ہموڈ ہوتے ہیں ہمارے انکھیں
 کچھ دنوں پہننے بھی دیکھی تھیں چہاری انکھیں
 یاد ایام کہ تھیں چشتہ جاری انکھیں
 کر رہی ہیں فقط ایام گزار ہی انکھیں
 اب تو آئیں ہیں میرے ضبط و متاری انکھیں
 اپنے پر آپ ہی عاشق ہیں چہاری انکھیں
 آئیں تھیں رو نیکو دنیا میں ہمارے انکھیں
 دھونڈتے ہیں جگہ سے فصل بہاری انکھیں
 تر یا حسن تھارا نہ چہاری انکھیں
 پھر نہ ہی تیرے مہر کی نظر میں تھاری انکھیں
 آپ کو حسن سے بہ پیارا ہے چہاری انکھیں
 نا اعداد سے زیادہ دہن بہاری انکھیں
 محتسب ہیں زیادہ و دھاری انکھیں

پھول نرگس کے گئے شمع سے ڈالی جو نظر فرش ہو جاتی ہیں تم پاؤں جہان کھتے ہو بعد مدت کے ذرا ہوش میں آیا ہوں آج اشک غمین سے اسیر ہیں اوٹھنا لطف بہار	تیری آنکھوں کی اطاعت میں ساری آنکھیں ادب آموز محبت میں ہم ساری آنکھیں پھر دیکھا دے مجھے ساقی وہ خمار کی آنکھیں ہے نفس رشک چہن بزم باری آنکھیں
--	--

کیا کریں بزم حسیان میں لعل شوق جا کر
نہیں قابل انگارہ بہاری آنکھیں

قدم اہل زمین آنکھوں سے رو رو کر لگاؤ ہیں ہوئے جاتے ہیں بسمل مجھے پہلے دیکھنے والے میں تسکین ہوتی ایک جا پر کوڑ جانا نہیں وہ دیوانہ ہے جو خوش سرائے دہریں کیا کہیں تربت نہ اپنی کھد سکے خیر کو چاہا ان عجب اندہیر کر رکھا ہر گچ اونکی نگاہوں نے چمڑا لے کر اب تو چھوٹی پھرتے ہیں تدبیریں پہن افتاد سے محفوظ یا رب ست و پا اونکے جلو جل جگہ دیتے ہیں عالمین شعلہ رو یوں کو جگہ تھی دلیں جگہ در پہ اونکے نئی ہیں قرین فرشتوں کو ملے ہیں وہ میرے احسا جو عیس ہے میں ہے جذبہ الفت ہر اکھا با تہر قابو میں لہو ایسا جلا ہے سوز غم سے اونکے وحشی کا ادھر تو ہے نیاز اور ادھر طرف کو بی نیا زی ہے کبھی شاید خریداری ہے مال ہو مزارج اونکا	کھل آتا ہے پانی جس جگہ ٹھو کر لگاتے ہیں خدا جانے وہ تلواریں مجھے کیوں کر لگاتے ہیں سحر سے شام تک ہم سو جگہ سہ لگاتے ہیں ہزار و ہزار لٹائے واسطے پتھر لگاتے ہیں گدا سے حسن موقع دیکھ کر بس نہ لگاتے ہیں جو کل کتنے تھے سرسہ آنکھ میں کیوں نہ لگاتی ہیں کبھی یہ فکر تھی ہم کو کہ دل کیوں نہ لگاتی ہیں جو مجھ سے ناتواں تھی لاشکو ٹھو کر لگاتے ہیں رہیں ٹھنڈے دل اونکے آگ جو نہ لگاتی ہیں جو کل گھر میں تھے بستر آج وہ باہر لگاتی ہیں دل بیتاب کا دیکھوں پتا کیوں نہ لگاتے ہیں کہ دلہر تیغ ہر تھی ہے وہ جب سر پہ لگاتے ہیں کھلتا ہے دھواں خالی جہان بستر لگاتی ہیں قدم ہر جب میں سر رکھتا ہوں وہ ٹھو کر لگاتی ہیں دو کا قین اوس گلی میں سرفروشل کر لگاتی ہیں
---	---

ولہ

پہلے تھیں جلوہ نما صورتیں کیا کیا دلیں دو ہرے پردے ہوں جہان تھیں ایسا دلیں نگہ ناز کی ناحق کو شکایت ہو گی کتے ہو آج تو سرخی ترے شکوہ میں نہیں شام کو سن جولیا تھا کہ بنائے ہیں وہ بال	اب تو خاک و ریشہ صورت محسوس دلیں دل کلیجے میں سما جائے کلیجہ دل میں کیا کمون تم سے کہ روزن ہے کیسا دلیر یہ تو پوچھو کہ لو کا بھی ہر قطرہ دل میں رات بھر گج خیال آئے ہیں کیا کیا دلیں
---	--

یون کوئی یار سے بات تو ملی تھی دل میں یون تو ہم بیٹھ کر تھے سوچے ہوئے کیا کریں کیون نہ گھبراؤں وہ اب تو ہوئے تھنا دل میں ہاں اگر ہے تو محبت کا ہے وجہ دل میں	بولیں اسپین نہ احباب میرے لائے پر جب وہ آئے تو کوئی بات نہ منہ سے نکلی حسرتیں وہ لگیں اس گھر میں ہزاروں مر کے اور تو آپ کے آگے بھی کوئی عیب نہیں
---	---

ولہ

مثل چشمہ دامن دل سے بیا پیدا کروں صورت زلف رسا آہ رسا پیدا کروں سب سے ہونا آشنا وہ آشنا پیدا کروں خود قضا کی جان چاہے وہ ادا پیدا کروں اضطراب دل کیون مثل دریا پیدا کروں ہو جو بالکل ناموافق وہ ہوا پیدا کروں میں کناٹے ایک تیرا سا خدا پیدا کروں متصل میں شمع کی صورت گلا پیدا کروں جو نہ بھولے راہ میں وہ رہنا پیدا کروں چاہتا ہے درد چشم سرمہ سا پیدا کروں سرے پانک صورت دست دعا پیدا کروں ایک تنکے کا اگر میں اسرا پیدا کروں پانوں سے مثل قلم زنجیر پا پیدا کروں چاہتا ہوں گردش جام کدا پیدا کروں کیا مریضان محبت کی دوا پیدا کروں	اس چمن میں کیوں کوئی حاجت روا پیدا کروں رہے حسن و عشق کا یہ سلسلہ پیدا کروں جی میں ہے معشوق کوئی سبے و منا کہہ دے مثال کو بھی طسیر جفا پیدا کروں ہر قدم پر منزل سہمی میں لٹے کپے خوف سوج دریا سے پانی چاہیے کشتی بھیجے مجھ سے لاکھوں خاک کے تیلے بنا سکتے تو تیغ سی تیری جو خون نیم سہم لگا کر کے اے خضر تقدیر سرکش کی جاتی نہیں روز و شب آمادہ ہے اندھیر کرنے پر فلک ہوں وہ پروا نہ کر جلتے کے لیے اندھ شمع طاہر بے آشیان ایسا ہوں بجلی گر پڑے زلف کے سودیکو دعویٰ ہو بدلدون ہر نہشت دور چشم جام کا جمشید سے ایسا ہر صاف ہر تون کی یہ حکیم حاذق قدرت نے فکر
--	--

ولہ

دل مضطرب ہے اوسکا تنکا نا کہیں نہیں پس جب یہاں نہیں تو یہ جانو کہیں نہیں ہے چھینٹ خون کی دل اندھ میں نہیں ندی پھر مٹی ہوئی ہے میری آستین نہیں سیکس ہوں اور کوئی میرا ہنٹھل نہیں شا دیکے کام کا دل اندھ کہیں نہیں	یہ باغ کیا جہان میں جو راحت یقین نہیں کہتے ہو زلف میں دل اندھ کہیں نہیں انکھیں ہوں نوک نشتر مرگان یقین نہیں ہے ابتدائے عشق میں یہ حال چشم تر دل کیون نہ بیٹھ جائے کہ ہے دوست وہ قلم اے آسمان معاف رکھ ان صحبتوں سے اب
---	--

بارے میرے لہو سے بھی اوسکو ہے احتیاط
حکم اوس گلی میں پہننے سے ایک ایک سے
میں زابر و نکلے سامنے ہوں تارک الصلوٰۃ
پیدا لباس سے ہے کہ وحشت سر پہ قر
آہو نہیں اور آنسوؤں میں ہے مقابلہ
جتنے ہیں اہل حسن وہ عالی دماغ ہیں
سینے کے داغ مٹ گئے دل جیسے مٹ گیا
روکے ہے میرے قتل سے قاتل کے ہاتھ کو
بھٹکوا جلا کے خاک نگر اسے تب خراقی
استا بنوز حسرت مردہ کا ہے نشان
دین میرے دلے شبکو جو خبریں ہسبہاں بچ
آئینہ میں یہ عکس سے ہائیں نلے ہیں
ترغیب میرے قتل کی دیتا ہے نازاؤ نہیں
دم ساز ہم صغیر تھے جو اگلے سال تک
تاراج کتنے ملک دلوں کے ہوں دیکھو
قد باڑہ پر ہے کیوں نہ مورتی ہو حسن کی
رخسار آپکے ہیں چہرہ داغ دیا حسن
بجلی گرائی آہ کی یا ذبح ہو گئے
ناحق عقیقہ سرخ کی ہے آپکو تلخ
مشق تصور دل صمد پارہ دیکھئے

اولیٰ ہوئی جو کہیوں تک آستین نہیں
میت سا کو ہوا فشار یہ وہ سسر زین نہیں
کس سے کہوں کہ لائی سجدہ جبین نہیں
واسن نہیں پہن جیب نہیں آستین نہیں
اب آج آسمان نہیں یا یہ زمین نہیں
بستی یہ دو سب جبین فلک کے زمین نہیں
وہ گھر ہے چرخ کہ جس میں ملک نہیں
پلشی ہوئی بغیر سبب آستین نہیں
کیا اوس گلی میں ایک بچہ کی زمین نہیں
کہہ مزار ہے دل اندر وہ گہن نہیں
صادق گواہ ہے نگر شرم گہن نہیں
دنیا میں کوئی اور بھی ہے کچھ نہیں نہیں
شانہ دبار ہی ہے تراکت نہیں نہیں
اس فصل میں سب ایک جگہ ہیں نہیں
صفت بستہ فوج حسن ہے چہر جبین نہیں
اقبال کا بلند ہے تارہ جبین نہیں
زلفقونکی شام کا ہے ستارہ جبین نہیں
صبا دا بکے سال نہیں یا جبین نہیں
نخت جگر سے بڑھ کے مبارک گہن نہیں
اتنے حسین ایک جگہ پر کہیں نہیں

میری کی شاعر میری میں عشق مژہ کمان
وہ شعر کس طرح سے ہوں جہ ہین نہیں

نظر بھی نہ دالہ کیے دیتی ہے دنیا کو
نہیں کچھ غصہ آندھی کا چراغ دست ہوئی
مگر جادو بھری آنکھیں بے جانی میں ریا کو
عجب فطرہ ہے جو سینے سے جاتا ہو دریا کو
یہ نا حسن پاس عاطفی ہے اوج لیلی کو

حیا و شرم جانے دو اوٹھاؤ روئے زیا کو
حوادث کا نہیں غم تارک اسباب بنا کو
میرے لاشے پر رو کا آؤ شکر رافرا کو
چلا گھر سے وہ بحر حسن انکدری کشت و لکی
لگایا آشیانہ بنکے طائر فرق ہمنوں پر

رہایت عاشق و مشتاق سے کرتے جو ہم ہوش
دل دہش قیامت کا ہے وحشت نیر و وحشت

ولہ

بنیں لہو بہت سے رخ بھر سے اوس ستر کو
مجھے ہر خط بوجہ ہے جسکے اوس گل ترکہ
یہاں ہر شش جنوں سے نگر کی داج ہے زر گر کو
گلون کے چہرے نکتہ بنا یا جسم لاغر کو
دیا گیا وصل میں دوا ہے دسکد اوس شکر کو
لگا یا پار پیر اس سر فروشان صحبت کا
میں تنہا وہ درد مند اور زانو کی نکلتی ہے
خدا کے سرے دلو کہی آنسو نہ کم ہونے
وہ بیٹھے بیٹھے جب اوستا قیامت ہو گئی برپا
چھپانا ہوں جو باندہ کتان دل پارہ پارہ
کل آنسو موجزن تھے آج کم کم خون آتا ہے
اودھر منہ پیر کر اپنا جو مہکوفہ کرتے ہو
ہو اوج خاک کا یوں طالب ایک بوسہ کا

غزل

ما سحر کی ہے نعمان جان کے خافل مجھ کو
درد غم سے جو چٹان تھا وہ ملا دل مجھ کو
بار حسن آپ کا لبلی سے اوٹھایا نکلیا
عین پر خیرین آئندہ میں پھر اپنے لپٹے
بار خاطر ہی اگر ہے تو عنایت کیجیے
فصل گل آنے ہی میرے عدم کو پہنچا
مہر گیا لشک جو آنکھوں سے ہو آہ کے ساتھ
کیا عداوت ہے کہ میں نہ ہوا ہوں زخمی
شب کو تم سوئے تھے کیا سو فلک منہ کر کے
یاؤن تک زلف تری یا ریشہ آئی شاید

خبر خاطر جنوں سے مٹی دیتے لبلی کو
بغل میں تیرے دیوانے لیے پھرتے ہیں صحر کو

کوئی میرے گلے لا کر ملا دے اوسکے خمر کو
مہزاروں لبلیں رو گئیں گی مٹی میں کمر کو
طبیعت سے ہر بلکڑی بنا کر اوسکے زبور کو
بہت ہے بوریاموج ہوا کا میرے بستر کو
گ تار فرش گل سجھا وہ میرے جسم لاغر کو
خدا دی نوح کی کشتی کا رتبہ آب خمر کو
ذرا جب نہیں لگتی ہی میری مٹی کسما غر کو
ملا ہے مثل فوارہ خسرا نہ دیدہ ترکہ
بے تعلیم اوٹھاتا ہے قامت شور محنت کو
کہ ناحق سب لگائیں گے نظر اوس ماہ پیکر کو
خدا جانے نظر کس سے لگائی دیدہ ترکہ
ضیا سے رخ کہیں پہنان نہ کر دے چشم جہر کو
وہ ہونٹوں تک نہ لایا پکڑی دن شاکر کفر کو

رات بھر آج چکا ترا ہے مراد دل مجھ کو
اس لیے دفن کیا ہے لب ساحل مجھ کو
نہ لیا قیس نے جسکو وہ ملا دل مجھ کو
یاد کرتا ہے ترے پاس مراد دل مجھ کو
آپ کو حسن مبارک جو مراد دل مجھ کو
روکتے رہ گئے اغلاں سلاسل مجھ کو
آگئی غمید ہو امین لب ساحل مجھ کو
دیکھ جاتا ہے وہ رشک نہ کامل مجھ کو
نظر آیا نہ سحر تک نہ کامل مجھ کو
آج بھاری نظر آتی ہے سلاسل مجھ کو

از غفلت سے ہوں قطرہ اشک خونی	
<p>یہ کس غریب کی تربت کے پاس بیٹھے ہو کہ عمر لگائے ہوئے چشم یاس بیٹھے ہو کھلے ہیں بند قبا جو اس بیٹھے ہو کہ تم مریض محبت کے پاس بیٹھے ہو جو تم پہن کے سفر کا لباس بیٹھے ہو چڑھتی ہیں زکس آنکھیں او اس بیٹھے ہو ڈرے ہوئے در قاتل کے پاس بیٹھے ہو یہ حال دیکھنے کو اس پاس بیٹھے ہو کہ تم لگائے ہوئے کس کی اس بیٹھے ہو تم ایک بزم میں مردم شناس بیٹھے ہو لگائے فصل بہاری کی اس بیٹھے ہو کہ ہاتھ سے ہاتھ پر رکھے او اس بیٹھے ہو</p>	<p>بھڑے ہیں آنکھو عین آنسو او اس بیٹھے ہو وہ دیکھتے ہی نہیں پھر کے اسے نظر باز یکے کے دفن و کفن کی ہے فکر اسنگیر نہیں مقام عجب نزع میں جو کرب نہیں ہمیں بھی عسزم عدم ہے طے ملین آنکھو غم مریض محبت میں شیبہ کو باگے ہو وہ کیا غصہ کا ہے نازک مزاج جان باز بیان شمع ہے مسم خاک ہوئے پروان وہ اپنے در کے فقیر و سہو چہرے بھی نہیں مجھی کو ناز سے دیکھا جھلا جو پروان قفس میں بھی ہے اسیر و نہیں ہی سودا جنہیں لگاتے تھے تیغین وہ مر گئے شاید</p>

ولہ

<p>اوسکی زنجیر طلائی سے لڑی میری آنکھ کہتے ہیں صاحب غرت جو بڑی میری آنکھ دیکھ لے گم پتری پھولوں کی چھڑی میری آنکھ خود وہ کہتے ہیں کھلم کھلو بڑی میری آنکھ تر ہوئی دیکھ کے سادوں کی چھڑی میری آنکھ نہ مٹی پھر ترے در پر جو اثری میری آنکھ فرقت یار میں ایک ایک گھڑی میری آنکھ جانتے تھے انہیں پھولوں کی چھڑی میری آنکھ نظر آئی او صفینم زبان میں پڑی میری آنکھ دلی نقدیر لڑی یا کہ لڑی میری آنکھ ہند ہوئی نہیں اب کوئی گھڑی میری آنکھ ہے تیرا دل تو بہت نرم کڑی میری آنکھ</p>	<p>نہ درے برق سے دلی ہو کڑی میری آنکھ اپنے بیمار کو رکھتی ہے چھپا کر تہ خاک خاک میں ملے عیان ہوں گل زکس نیکر اس طرح ذبح کیا تیغ نگہ سے مجھ کو دل میں ہے کچھ اثر جو شش محبت اب تک حسرت دید میں پترا کے بنی سنگ رات بھر اشک کے دانہ پگنا کرتی ہیں دے لے لکڑے میری پلگون میں جو دیکھا تو کہا رکھ لیے پیش جباب لب جو منہ پر باک دوڑ کر مجھ سے گلے ملنے ملے ہی نظر نہ اے شب وصل نہ معلوم یہ کیا کر گئی تو کہتے ہیں بکا لڑاتے ہی تو پھر نچا سے</p>
---	---

<p>یا دخال رخ جانان کی مد سے ناصح ہو گئی سطرانزاکت سے جیسا کی شہرت ہے جو اشکون بین او داہت تو نہ گھر ایدل</p>		
<p>جہانکنا سیکھا وہ بات اے ملقا جاتی رہی اے مسیحا تو نے جسدن سے توجہ چھوڑ دی کیا قیامت ہو گئی گر پاؤں سینے چھو لیے ظلم وہ چھپر کیا کرتے تھے اپنا جان کہ رات کو رخسے نقاب و لٹی جو اس خوشید نے پونچھ کر دانتوں کی مٹی سے پٹے کے فرمائے لگے آنرا ان جادو بھری آنکھوں پر میری جان لی پھر کہی آنسو چھڑکنے کو نہ آیا قہر پر بدگمانی خاک چھنوائی ہے مجھ سے امی جنون تیرے در کی جھاؤ نین شیشے پر شیش تیری گدا</p>	<p>ولہ</p>	<p>شب فرقت کے ستاروں سے لڑی میری نگہ آگیا اونگو پسینہ جو لڑی میری آنکھ روئی ہے دیکھ کے مٹی کی دھڑی میری نگہ</p>
<p>اس مہر کیوں آنکھ سے شروخیا جاتی رہی تیرے پیاروں کو امید شفا جاتی رہی کیوں طبیعت ہاتھ سے اے ملقا جاتی رہی بعد میرے عادت جو رجفا جاتی رہی بچھ گئیں غمغین ستاروں کی ضیا جاتی رہی لیجئے تارے نکل آئے گھٹا جاتی رہی بات تیری اے لب معجز غما جاتی رہی میسری مٹی سے اگر بوے وفا جاتی رہی گردن جہان نالی رنجیر طلا جاتی رہی آرزوے سایہ بال مسما جاتی رہی</p>		<p>کیا کہ تم سے عشق مجھ کی راؤ ٹھکانا کچھ دنوں سے نہیں بھی اے ملقا جاتی رہی</p>
<p>محفل سے اوٹھا شیکے سزاوار ہیں تھے ہم کس کو دکھاتے شب فرقت کی اداسی سودا تیری زلفوں کا گیا ساتھ ہمارے کل رات کو دیکھنا تھا جسے خواہ ہیں تھے دل سوختہ تھے چاہنے والوں میں تمہارے کل کو بخشہ قاتل میں تھا خلق کا مجموع اے عشق مرزہ کون ہیں دیکھنے آتا ترت میں بھی آنکھیں نہ ہوئیں ہماری شندے کیے بغیر روئے دل و رہو جلایا ملے ہی لب بار سے لب دل نکل آیا تم غیسروں سے ڈر ڈر کے پٹ جاتی تھے ہم</p>		<p>سب بھول تیرے باغ تھے اک خار ہیں تھے سب خواہ ہیں تھے رشتہ کی یاد ہیں تھے مرکز بھی نہ چھوٹے وہ گرفتار ہیں تھے رخسار پہ رکھے ہوئے رخسار ہیں تھے لیکن سبب گر می بازاء ہیں تھے کھائے ہوئے اوس ہاتھ کی تلوار ہیں تھے آنکھوں میں کھٹکتے تھے وہ جہاں ہیں تھے ایسے تیرے اک طالب دیار ہیں تھے اک تھے تو محبت کے گنگار ہیں تھے مارا جسے چھٹے نے وہ جہاں ہیں تھے کل رات کو نا لان پس دیار ہیں تھے</p>

سب راز فتنہ عشق سے بیان ہوئے تھے دلکے
پہلے ترے اک سرم اسرار میں تھے

منہ جو فرقت میں زرد رہتا ہے
تھی کبھی رشک صبر کے عاشق
کس کے سنتے ہو رات کو نالے
کبھی پوچھا نہ میرے کوچہ میں
شور ہے زرد آئی ہے اندھی
یاد آتی ہیں گرمیاں تیری
کتے ہو مجھ کو دیکھتے ہیں مسم
جس طرف بیٹھتے تھے وصل میں آج

چشمہ کلیجہ میں درد رہتا ہے
دھوپ کا رنگ زرد رہتا ہے
کتے ہو سرم میں درد رہتا ہے
کون صبر انور درد رہتا ہے
کیا مرا رنگ زرد رہتا ہے
دل ہمارا بھی سرد رہتا ہے
بندہ صبر انور درد رہتا ہے
اوسے پسلو میں درد رہتا ہے

کتے ہیں دل کی چوٹ کا ہے فساد
منہ فتنہ عشق جو زرد رہتا ہے

یاد ایام کہ سرم رتبہ رضوان ہم تھے
قابل قتل نہ اے لشکر مرکان ہم تھے
دھجیان جیب کی ہاتھین ہیں آج اجڑے
جان لی گیسوئے الفت رخ میں حشر
غیر کے گھر کی طرف کے جاوٹھے تھے پردے
خفس تنگ میں گھٹ گھٹ کے مرے گھونڈے
روح تو پنی ہے پے لالہ صحر اکیلا
دلکے دینے میں تامل نہیں ہو تا کیا کر
آج تھی شب کو بہت دل غم میں شورش
شعلہ صبح تھا دودھ دل اپنا اول
ہر طرف دھرم نہارا لکی زخم کا غل
فاٹے راکھ کو آتے تھے اور جاتے آگ
کتے ہیں عارض محب کہ تھی رات جو گرم
ملوک منہ کے گلے میں تھے وہ دن یاد کرو
دینے پھر تھے سینوں کی گلی میں آواز

باغبان چین فصل جانان ہم تھے
دلکی او جڑی ہوئی تھی کہ گریبان ہم تھے
جاسہ زیون سے کبھی دست گریبان ہم تھے
کافروں نے ہمیں مارا کہ مسلمان ہم تھے
عطر بالونین دھلتے تھے پریشان ہم تھے
ناز پروردہ آغوش گلستان ہم تھے
فصل گل جوش پہ تھی قہ قہ نالہ ہم تھے
یہ حسینوں کی امانت تھی گریبان ہم تھے
کتنی تھی راہ کی ملاحات ٹک افشاں ہم تھے
آگ دنیا میں نہ آئی تھی کہ سوزان ہم تھے
مگر اے جوش بخون سلسلہ جہان ہم تھے
دشت غریب میں جدوجہد دل سوزان ہم تھے
چاہے ہوا اس ٹہنی تھی عرق افشاں ہم تھے
تپڑ اس عذر میں بھی چاک گریبان ہم تھے
کبھی آئینہ فروش دل حیران ہم تھے

دوب جاتے ہیں رہ رو کے عشق تارے
مثل ایر احمد شب وصل میں گریان ہم تے

ہے تعظیم اونچی خاک اپنے جسم لاغر کی
کمان خانی لکھی تیغ نگہ اوس ماہ پیکر کی
خوشاد دل منعکس ہے حسین صورت عرش انور کی
چلا دل راہ لی لخت جگر نے دیدہ ترکی
زیارت کر کے آیا ہے جو خال روئے دلبر کی
نہ اونچو ہر کبھی راتوں کے بیدار اس طرح سوئے
جہان پہونچا قریب نفس جہان دل نکل آیا
کبھی وہ چاند کا ٹکڑا نہ آیا بام پر شب کو
وہاں اونٹنی نہیں پردی ہوا ہون فین میں جیسے
کبھی بھولے سے بھی ابونہیں آتی ہنسی اونکو
ترد ہے جو خط میں حال اونہیں لکھا ہے ابونکا
ہماری جانہ نشانی نے کیا فولاد کو پانی
شب تار جدائی کی کشاکش میں جو لکھا ہوں
جو مرغ اشیاں گم کردہ کوئی شام کو دیکھا
شکست قلب کی آواز سنکر پھیر دیتا ہے
بنائے جاتے ہیں جام آئینہ بھی صاف ہوتے ہیں
میں وہ دیوانہ خرگان ہوں پیلے خون اگر میرا
ہمارا دل ہے جو دھڑکے جدائی کے اونٹنا ہے
اسی در کے گداہن دفن ہونے دیئے بھکو
نہیں کچھ خواہش جنت تہ در کے فقیروں کو
مکر فرج ہونے میں جو کھینچیں مینے سرد آہن
نہ چھیننے پاسے پچھا ہا قبر میں بھی داغ سوز لے
کسی دل کو غم و اندوہ سے فرصت نہیں دیتا
شہادت نامہ دل کو بچے قاتل سے لایا ہے
ہم صدمے اونٹن لے دل جگر یا ہم ہوئے آخر

ہو اجب آگئی تربت کی جانب کوئی دلبر کی
جگر کے زخم کا پروہے سرخی دیدہ ترکی
مرے گھر سے وضع معلوم ہوتی ہے مرے گھر کی
دھواں اونٹن گری بجلی نگاہ گرم دلبر کی
ستاروں کی طرح آنکھیں چلتی ہیں کبوتر کی
مگر کروٹ بدلوئے کو آئی صبح محشر کی
یہ ادنی تیرہ جتنی ہے میرے طالع کے اختر کی
نہ چکی ایک دن سمت میرے طالع کے اختر کی
یہی ضد ہے کہ گھر میں اوڑکے خال کو نہ باہر کی
خدا جانے قسم کھائی ہے کس کے دیدہ ترکی
ہو اے تندہ میں اکثر بتا ہی ہے کبوتر کی
لمو کے ساتھ چھین اوڑدی ہیں آب خنجر کی
قلم کا دم اوکڑا ہے رگین کھینچی ہیں سطر کی
وہ سمجھ روح ہے دیوانہ زلف معبر کی
صد اچھا نتا ہے وہ میرے مٹی کے ساتھ کی
وہ ہے جید کی مٹی یہ مٹی ہے سنگداری کی
زبان شتر قضا کو حاجت ہون شتر کی
یہ چوٹ ایسی ہے چھاتی سو جگہ شش ہونچہ کی
عنایت ہو جگہ اپنی گلی میں ایک بستر کی
جگہ لمبائے گی طو بانے نیچے ایک بستر کی
لمو جم جم گیا انکے ٹھنڈی باڑھ خنجر کی
کہ رگت سانولی ہو جائیگی خوشید محشر کی
قسم کھائی ہے گردن سے زین کوئی دلبر کی
کہ دیتی ہے لہو کی بو ہوا ہال کبوتر کی
برا بر آئے بھی عمر میں بھی لائے بھی برابر کی

<p>سمجھ کر عاشق ابرو گلے سے بڑھ سکے خود لپٹا لئے تھے نامہ اعمال اپنے اور دیوانے گئے ہیں خود کہیں یہ جان کر دیوانہ ہو جانے شکستہ ہے دل قیاب کی لازم ہے دلداری وہ سب جھانکائے قیام پر کے دل ہو کر مروت شب تار جدائی کے سوا کچھ نہیں ممکن طبیعت سے پکڑا ہوں چہرہ کی فصل پہونچی</p>	<p>طبیعت ہاتھ سے جاتی رہی قاتل کے خون کی ہمارے ہاتھ میں تین دھیان دامن ہنسی کبھی اس واسطے کھلتی نہیں زنجیر باہر کی کشتی ہی تلام میں کرو تہہ سید لنگری چھوڑے گی غصے پٹی نگاہیں اوس سحر کی یہی پہچان لکھی ہے میرے طالب کے انہر کی کئی دہائے رگ جانیں کھٹک پیدا ہوتی</p>
---	---

عشق آئین ٹھکانے وہ گور غریبان میں
 بھلا ایسی کمان قسمت ہمارے کا نسہ سر کی

<p>دل مجنون کے دھڑکنے کی حمد آتی ہے شب فرقت یہ نہیں آتی بلا آتی ہے آپ سے آج مجھے بوسے دعا آتی ہے منہ پہ کچھ ڈال دو کوئی کر حیا آتی ہے ٹھنڈی ٹھنڈی تیرے کو پیسے ہو آتی ہے پاؤں پر نے کو گلستان سے خا آتی ہے فیند بگر تیری آنکھوں میں حیا آتی ہے میرے اشکوں کے ٹپکنے کی صدا آتی ہے اسکو درد دل عاشق کی دوا آتی ہے شمع دکھلاتی ہوئی آہ رسا آتی ہے ٹوٹتا ہے کوئی مانگا تو صدا آتی ہے</p>	<p>خود سے جانب الہی جو ہوا آتی ہے دیکھیں نیند آتی ہے ہلکے قضا آتی ہے آئے ہیں کوئے عاشق کے گلے ملے حضور مر کے بدنام کیا نام محبت ہم نے بھر رہا ہے نفس سرد میرا دل شاید روندتے ہیں جو وہ خونی جگروں کے دلو وصل میں شام سے منہ ڈھانکے سونا کسا کہتے ہو بوندیاں پڑتی ہیں کہیں شام کو روند ہم یہ چلاتے ہیں بیٹھے ہوئے اور کچھ نہیں منہ کو آہر شب تار جدائی میں جو دل ہلکے ملجاتی ہے اپنے دل وحشی کی خبر</p>
--	--

کہتے ہو کیوں ہے عشق تیرے منہ پھردی
 مجھ میں نیند کم سے ماہ لقا آتی ہے

<p>کس قدر ممنون ہے باد بہاری آپ کی میرے دلنے عادتیں سبکی ہیں ساری آپ کی ہوا اگر تقویر بھی لکھا ہمارے آپ کی مفسدہ پردانہ ہے چشم خماری آپ کی اب یہاں سے بڑھ نہیں سکتی سواری آپ کی</p>	<p>باغین پھولوں کو روند آئی سواری آپ کی بیوفائی آپ کی غفلت شعاری آپ کی ہے یقین باہم گلے ملنے کو اوشیں دستوں میکرے میں توئے جاتے ہیں ہم لوں کجام جذب اسے کہتے ہیں آئے لئے میری قبر تک</p>
---	--

کرتی ہیں اندھیرا شوق کی یہ کالی سیلیاں
جا بجا ہوتے ہیں دامگیر دل عشاق کے
یاد ایام کہ بھزاروں ونید جذب حسن و عشق
ہے شب و صبح گورے رنگ سے کپڑے سیاہ
دو طرح کے ایک ساغر میں لبالب ہے شراب
میرے لاشے کو لپیٹ پھرتے ہیں اون ایوہن لوگ
آج کپڑے جسم آیا کسکو روئے ہیں حضور

قائل عالم ہونی ہے سوگ داری آپ کی
ہر دم ہر راج رکھتی ہے سواری آپ کی
وہ میرے دل کا سر پناہ بقدراری آپ کی
حسن کو چکار ہی ہے سوگوار ہی آپ کی
خواب آلودہ نہیں چشم غماری آپ کی
جن نئی کو بچو میں بھرتی تھی سواری آپ کی
ہے نصیب دشمنان آواز بھاری آپ کی

عبد میں مجنون کے لیلی کا رہا لیا دور دور
اب عشق کے زمانے میں ہے باری آپ کی

شب کو کیا کیا اغین جلوئے تمہارے ہو گئے
برق موجیں بنگلین موتی شرارے ہو گئے
فوج مژگانے جو بکڑے سب کنارے ہو گئے
دور سے جو آج مدت بعد چار آنکھیں ہوئیں
رانت کو تیرا مجھے دھوکا ہوا اے ماہ رو
بڑھتے بڑھتے اتش رخسار کو دینے لگی
عاشقوں کے شیشہ دل میں پڑے جاتی ہیں بال
چنگے افشان بام پر آئے جو تم اے رشک شاہ
اس نہ آنے سے تو بہتر ہے کہ آئے وقت نزع
ہے زوال حسن منہ او ترا ہوا ہے یار کا
کیا کوئی اتش نفس آج اگیا جواب میں

چاندنی کچھول جو تو نے سے ستا ہے ہو گئے
دل جلے جب دفن دریا کے کنارے ہو گئے
قتل ناعی دل جگر دو تون ہمارے ہو گئے
آب دیدہ ہو کے باہم کچھ اشارے ہو گئے
بے خودی میں چاند سے کیا کیا اشارے ہو گئے
رفتہ رفتہ کائناتے موتی شرارے ہو گئے
رونگھوٹنے اور بھی رخسار پیارے ہو گئے
چاندنی سیلی ہوئی بے نور تارے ہو گئے
کچھ تو حسرت کی نگاہوں سے نظارے ہو گئے
ہے جو عارض چاند کے ٹکڑے ستارے ہو گئے
پھول مر جھانے ہوئے عارض ہمارے ہو گئے

اے عشق اسکو نہیں جب ڈیوا عشق
تھے ہمارے آشنا جتنے کنارے ہو گئے

دل ہیں مردن بھی یاد گلبدن مست ہے
ہیں یہ سرشار قناعت زخماں الہیں ہیں بند
بے ادب مثلاً پھر نہیں اٹھتی جو گرہ تھی برباد
ست ہے اے گلبدن کیا تیرے پیر الہیں کی ہو
چھوٹے ابر بھاری اوٹھ گری تڑپتے ہیں بھری

ظاہر خیال ملے مرمان جن میں مست ہے
دیکھ لے جسکو وہ ایک دو گرہن ہیں مست ہے
کون کون سے سہرے سہرے جن میں مست ہے
بہل نشیں پیری انجن میں مست ہے
ہوے اب تمنا نہ جس نے کس میں مست ہے

عجب کے لیتی ہے صبا انگڑائیاں شاخیں تمام
روز بے امید ہوتی ہے نگاہ لطف آج
کیا جھٹک کر چلتی ہے شیدائے چشم مست پر
نشہ کے ڈوروں سے وہ چشم خماری مست ہے

ولہ

دیکھ کر اوس مست کو چوہے چمن میں مست ہے
چشم کا عاشق کی اسی دیوانہ پن میں مست ہے
خون پی کر تیغ دست تیغ زن میں مست ہے
ہے عجب آہو کہ جادو کی رسن میں مست ہے

نخل امید میں پھول آئے ہیں بار آتا ہے
یون تیرے در پہ تیرا عاشق زار آتا ہے
دل جلا یا ہے تپ عشق بتانے ایسا
سال بھر سے تیرے عاشق بھی بھرے بیٹھیں
نالہ کرنے کو بیسا بان میں نخل جاتا ہوں
ساری باتیں مجھے دل سے ہیں تھامی خوب
شیشہ دلیں کہ ورت نہیں رہتی بالکل
شرم آلودہ نگاہوں نے مجھے مارا تھا
ہیں وہی ناز جو تھے عاشق رفتار کے ساتھ
دون میں کیا پلکوں کی جاروب درجائن پر
نگہ لطف نہیں گور غریبان کی طرف
رخ تیرے تیر کا ہوتا ہے جد سے کو صیاد
مجھ سے کیا پوچھتے ہو دل غہن دل میں لگتے
یون جلاتا ہے فلک نور غریبا نہیں چراغ

آد فضل بہاری ہے کہ یار آتا ہے
سوجھ گیہ کے مانسہ غبار آتا ہے
میر سے سایہ سے جنم کو بخار آتا ہے
دیکھ ہی لیتے ہیں اگر ابر ببار آتا ہے
پاس آزر دگے اہل دیار آتا ہے
تم بگڑے ہو مریحان مجھے پیار آتا ہے
جب اصر کو برے کو بچے سے غبار آتا ہے
آنکھیں نیچی گئے بالائے مزار آتا ہے
میرے تابوت کے ہمراہ سوار آتا ہے
نازی کی ہوتی ہے مانع کہ عبا آتا ہے
پاس کچھ بھی نہیں لے اہل دیار آتا ہے
جان و دل سے اوسے پہلو پہنکا آتا ہے
نکل امام جدائی کا شمار آتا ہے
کوئی جگنو کبھی بالائے مزار آتا ہے

دیکھ

منظر تیرے ہیں چشم خون فشان کھولے ہوئے
ریشک مہر آتا ہے مرغان چمن کھاتے ہیں دھوپ
میرے مرنے کی خبر سن کر پریشان ہو گئے
حسن سے اور عشق سے ہو کر دلیں فساد
آؤ آؤ بے خزان کی جانے والی ہے بہار
ہو گیا سودا اگر ان مشک کا بازار بند
لاش اٹھی مجھ کو گریبان چاک کی گیس دھوم سے

بیٹھے ہیں دل پیچھے والے دوکان کھولے ہوئے
بیٹھے ہیں بازو میاں اشیان کھولے ہوئے
گھر سے کھلے گیسوے عنبر فشان کھولے ہوئے
فوج غم بڑھتی ہی آہوں کے شمعان کھولے ہوئے
روئے ہیں گلزار کے دریاغبان کھولے ہوئے
تم جو آئے گیسوے عنبر فشان کھولے ہوئے
ساتھ تم ہی تھو تو بندہ و جان جہان کھولے ہوئے

<p>فرقت گل بین ہمارے تو کھاپیا سا ہے باغ</p>	<p>صورت سو فارہین غنچہ دہان کھولے ہوئے</p>
<p>ولہ</p>	<p></p>
<p>بہت مضر دل عاشق کو آہ ہوتی ہے نہ دج کیجے غیروں کو سخت جان ہیں بہت مین جل کے خاک ہوا کتے ہیں وہ سر تھے ہواے گیسوے جانان بھری ہو جو دلیں جفا وہ کرتے ہیں اسے دل و فانی جاتو ہر ایک سمت کو جاتی ہے دوڑ دوڑ کے آہ چسراغ دلغین دسے جلائے بیٹھا ہوں گیا شباب مرا رہ گیا تعلق عشق نہ پوچھیے شب فرقت کی تیرگی کا حال خیال سبز خلو نکا ہے بعد مردن بھی فراق یارین پھرتے ہیں پوچھتے ہوئے ہم تمام رات جو چلتی ہے گرم گرم سودا بخار سر سے نکاتا ہے روکتا ہوں جو آہ نسیم کو بچہ جانان میں جلد ہو بچا دے کبھی کبھی وہ مجھے سرفراز کرتے ہیں عجیب ناز سے آتے ہیں میرے لاشے پر</p>	<p>اسی ہوا سے یکشتی تباہ ہوتی ہے خراب آپکی تیسخ نگاہ ہوتی ہے خدا کے واسطے ایسی بھی آہ ہوتی ہے ہماری آہ سے آندھی سیاہ ہوتی ہے نہ مضطرب ہو یوہین رسم و راہ ہوتی ہے عجبت تلاش اثر میں تباہ ہوتی ہے سنا جو ہے شب فرقت سیاہ ہوتی ہے دل و جگر میں چمک گاہ گاہ ہوتی ہے چسراغ خانہ ملی لو تک سیاہ ہوتی ہے عسری عسری جو محسوس کیا ہوتی ہے اثر جو رگتی ہے کسی وہ آہ ہوتی ہے یقین ہے کسی عاشق کی آہ ہوتی ہے سیاہ د لکے دھوئیں سے کھلا ہوتی ہے کہ مشیت خاک ہماری تباہ ہوتی ہے ملال روز خوشی گاہ گاہ ہوتی ہے قدم قدم پہ جیسا سدا راہ ہوتی ہے</p>
<p>تمام رات وہ کہتے ہیں گرد میں لیسکر جل کر کے بار عشق کی آہ ہوتی ہے</p>	<p>ع</p>
<p>مہرشت میں ہے تراکت حیا ہے تو تیری خلاف سبک ہوئی گی جو آرزو تیری جفا کا حوصلہ تم کو نہ تاب سہہ نہیں یہ اتفاق بھی دیناں میں کم سنا ہو گا ہڈ سا جو نزع میں قرآن رہی جسم میں روح تیرے خیال سے فرقت میں جی بہلنا ہے اُسی کے سامنے گریو نہ آنکھ سے اسے اشک</p>	<p>نکل سکے نہ کبھی پیرہن سے بو تیری پسری ہوا اردھر آنے لگی جو بو تیری نہ اب و د دل ہے ہمارا نہ اب تو تیری ہمارے ساتھ ہوئی دفن آرزو تیری زبان بند ہوئی سکے گفتگو تیری تیری جگہ ہے جدائی میں آرزو تیری کہیں نہ خاک میں لمبا سے آبرو تیری</p>

ہوا ہے چوٹ کے بخوسے دلایہ حال اپنا
 ہزار دن مر گئے بخود بین سیکو دن اسے زلف
 کہون حزار شکستہ دل شکستہ کو
 ہمارے جامہ ہستی کی دھجیان اور بھجیان
 برناب گل نہ چھپا حال تنگ پوشی کا
 ہنسی کو روک نہ ظالم میرے جنازہ پر
 عسدم سے دھرم میں لکھنے گوارا تھا
 مر اپنا جسم میرے گل سے کہدیتا
 تمام رات رہا دل سے ذکر خیر ترا
 دو کاغذ عطر فروشن کی ہو گئیں بیکار
 عجب نہیں ہے کہ چندے تباہ ہو جائے
 میرے غم سے میل سے دل پہ چوٹ لگی
 یہی جو دست درازی جنون کی ہے لہجہ
 دلا وہ کہتے ہیں ہلو عسری رحمت ہو
 مرے پیکم نہیں احتیاج چادر گل

جگر پہ ہاتھ ہے ہر سمت جستجو تیری
 بلا کا رنگ ہے میرا غضب کی بو تیری
 کہ اس میں رہ گئی ہے مر کے آرزو تیری
 قبا جو غم کے ہاتھوں سے ہو رہو تیری
 سہلے کی نہ ترے پیرہن میں بو تیری
 مجھے گلا نہیں اس کا ہی ہے خود تیری
 آشان کشان مجھے لائی ہے آرزو تیری
 چلی گئی مجھے بیوش کر کے بو تیری
 گلا کیا ہو تو شاہد ہے آرزو تیری
 بسا رہی ہے ترے پیرہن کو بو تیری
 وفا ظریں ہے میرا حق ہے خوش تیری
 کیا داگ لگی کاغذ کو گفتگو تیری
 مجال کیا جو درستی کرے رفت تیری
 ہوئی ہے دُوب کے اشکوں میں آرزو تیری
 دماغ جا نہیں ابھی تک بھری ہے بو تیری

دیگر

مشکل ہے آفتاب کا چھپنا غبار سے
 چٹی ہے روح پر بہن جسم زار سے
 بالوں کی شکل شوق شہادتیں وقت سے
 اس واسطے کہ دھوپ میں ہم دل جلایں
 تر دامن پہ اپنے دلا مشکل اشار
 ہم تھے وہ راز پوش محبت ہو مر گئے
 جھک جائے تو دراتو گلے سے لگاؤں ہم
 صد شکر صبح ہونے پائی کہ مر گیا
 ہم وہ ضعیف تھے کہ ہزارانہ ساقین
 پہلو سے مثل روح تڑپ کر گیا
 لاشے کو مثل کاہ اوڑالے گئی ہوا

داغ جگر عیان ہے میرے جسم زار سے
 چلتے ہیں مثل بوچھن روزگار سے
 لپٹیں میرے گلے کی رگین تنہا رہے
 رہتے ہیں نخل دور چارے غزار سے
 روتے ہوئے چلتے چمن روزگار سے
 آنسو سے نہ دیدہ شمع غزار سے
 پیدا ہوئے ہیں ہاتھ ہمارے غزار سے
 بارے مجھل ہوا نہ شب انتظار سے
 اٹھا گیا نہ ایک دن اپنے غبار سے
 آئینہ نہ ہا گیا نہ دل بغیر سے
 اٹھائی السرج میں تیرے رکھنا دے

وحشت کا نام حرکت میں ہے مگر کبھی | حساسی ہے فہم جنش باد بہار ہے

<p>یاد ریح دیدہ ہر آب میں ہے پاؤں آہستہ سے رکھ اسے غافل شب فرقت میں ہے یہ حال مرا یاد رخ ہے دل شکستہ میں مریکھا وشت میں تیرا وحشی تھے وہ غفلت شعار عالم میں روک اسے شہسوار تو سن کو ہے وہ ہی تیرا دیکھ بھی لیں گے دل پر آبلہ ہے کیوں نالان یہاں اور تیرا ہے داغ سے پھا ہا بار غلط ہوا ہمارا دل لیجے روح بھی تیرے لگی بند آنکھیں ہیں رنگ فق پر مرا سیر دریا کو وہ نہیں جاتے اتر در دل نہاں دیکھا نئی کفن کی تلاش عالم کو</p>	<p>یہ گل جامہ حجاب میں ہے دیکھ کر کون کون خواہیں ہے شمع بالین پر اضطراب میں ہے چاندنی غائب حسرت میں ہے جو بگولہ ہے اضطراب میں ہے سبز اپنے لمحہ کا خواب میں ہے روح نصیب زار کی کباب میں ہے نہ چھپے گا جو اس حجاب میں ہے کب سدا شیشہ حجاب میں ہے تھر تھری جسم آفتاب میں ہے آپ کی زلف پیچ و تاب میں ہے دل تو مدت سے اضطراب میں ہے بے خودی عشق تاہتاب میں ہے صورت چشم جو حجاب میں ہے میری تصویر اضطراب میں ہے کوئی محبوب اس حجاب میں ہے</p>
--	--

ہے عشق ہمارا پر ہری | اب خزان گل سن شاب میں ہے

<p>چاک و اماں قیامت کیجیے نقش پا توید تربت کیجیے چھوٹ جائیں ہم غدا ہر سے ہم ہمارا حسن ہے دو چاروں دور جانا ہے کہ بے قصد عدم عاشق قیامت کے نالے صدر میں ہم سے کہتا ہے ملال بھر یار</p>	<p>امتحان وشت وحشت کیجیے جان منشا رہن پر غنایت کیجیے اتنا ایسی کوئی صورت کیجیے ہم ہوا خواہوں سے الفت کیجیے مہربان اب ہمارے رخصت کیجیے آپ کی قیامت کیجیے اب خوشی سے دلجو رخصت کیجیے</p>
---	--

اپنے نالان کو سٹایا قبر میں
مفت میں مرجائیں گے بیمار حیر
دشمن جان ہو گیا دل سا شفیق
لوگ کہتے ہیں مسیحا آپ کو
وصل کی ہے رات وہ آنیکو ہیں
موت بلجائے کہیں گے ہجر میں
کی صفائی عاشقوں کی مرگ نے
قبر میں لاشا کوئی پھینک آئیگا
موت ہے غارت گری کی تاک میں
جو ہری ہیں ایسی چیزوں کے حضور

جلئے اب جا کے راحت کیجئے
دیکھئے اتنی نہ غفلت کیجئے
آپ کی کس سے شکایت کیجئے
کچھ عسلاج درد فرقت کیجئے
گل چسراغ داغ حسرت کیجئے
زندگانی کی شکایت کیجئے
دور اب دل سے گدورت کیجئے
آپ کیوں ناحق کی رحمت کیجئے
جمع کیا اسباب راحت کیجئے
آبرو کے اشک حسرت کیجئے

اے عشق چار دن ہے زندگی
دشمنوں سے بھی محبت کیجئے

اسقدر نایاب دنیا میں محبت ہو گئی
خصت فضل بہار میں قیامت ہو گئی
اب تو یہ طول شب فرقت سے حالت ہو گئی
بیٹھے بیٹھے اپنے دل کی غیر حالت ہو گئی
مسم صغیران چمن کی غیر حالت ہو گئی
مرگ درمان مریضان محبت ہو گئی
اب اگر تحقیق ہوتی ہے تو گھر آتا ہو نہیں
پوچھتا ہے جب کوئی کہے جدا ہو دے تم
ہے عنایات خدا ہم بیکسو پیر بعد مرگ
تا قیامت اب تپ غم کا ہمارا ساتھ ہے
روح آنکھوں سے روانہ ہو گئی لاش کو نکلے ساتھ
کچھ نہ تھا جز لاشہ پروانہ ہنگام سحر
کرتے کرتے آہیں روتے روتے آخر مر گیا
باغ عالم کو بھی دیکھا انتہا کا بے ثبات
خانہ تاریک دل کب سے ترا تھا بے چراغ

چشمہ آب بقا چشم مروت ہو گئی
رور رہے ہیں باغبان بلب کو دشت ہو گئی
دل سے رور و کر امید وصل نصرت ہو گئی
دوست و جلدی خیر لینا قیامت ہو گئی
اسقدر اپنی گرفتاری کو مدت ہو گئی
آج باری کے طیب و قوم کو فرصت ہو گئی
درد دل اتنے دنوں سے ہے کہ عادت ہو گئی
لڑکے آنسو میں یہ کہتا ہوں کہ مدت ہو گئی
دمو پ جب تربت پہ آئی ابر رحمت ہو گئی
دم نکل سکتا نہیں ایسی نقابت ہو گئی
آج رونے سے تیرے گریاں کو فرصت ہو گئی
شمع بھی روتی ہوئی محفل سے نصرت ہو گئی
آج جھلکو آپ کے کاموں سے فرصت ہو گئی
رفتہ رفتہ چشم زر گس داغ حسرت ہو گئی
مچھلکو شمع داغ حسرت بھی غنیمت ہو گئی

مر گیا ہے ابھی تک مجھ سے وحشت خلق کو
ہم وہ بلبل تھے اور ٹھایا جب چن آشیان
تیرے ہاتھوں کو ہوا رنگ حنا بار اسقدر
مزدہ باد ایدل دیا حکم اسنے میرے قتل کا
عمر مجھ جیانی جو خاک اس در کی یہ چل ہوا
حسن ہو یا عشق ہو تقدیر چھی جا یہ
واسعید روی تماشا ہو گئے ہیں داغ عشق
دیکھتے ہیں وہ ہمارے آفتاب داغ کو
بھول داغوں کے لیے پھرتے ہیں یوانے تیرے
فنی کئے میں پڑ میں چھین جو میرے خون کی
ٹھیک رہتا تھا اسی الفت میں بیمار ہجر

دیدہ غول بیابان شمع تربت ہو گئی
باغبان کو باغ کی صورت سے نفرت ہو گئی
ناز کی سے درد کی شائین شدت ہو گئی
قید ہستی سے رہائی کی اجازت ہو گئی
ایک تربت کی جگہ ہم کو عنایت ہو گئی
قیس دیوانہ ہوا ایسی کی شہرت ہو گئی
دل کے بیٹھے جہاں جسم جمع خلقت ہو گئی
ہاتھ آنکھوں پر دھڑے ہیں سرخ رنگت ہو گئی
کو نچہ و بازار میں بوسے محبت ہو گئی
آپ کی پوشاک میں بوسے محبت ہو گئی
تیرے کو نچہ سے ہوا آئی تو فرحت ہو گئی

اے عشق سرخ تھا جنت کہ ہم وہ دور تھے
سامنا ہوتے ہی پھر با ہم محبت ہو گئی

ہو گئے غش اہل نار ایسی حرارت لیکے
بند کرتے ہی ہوئی شق جا بلسے گوتنگ
کس قدر تھے چشم عالم میں بہک ہم تیر محبت
تھا وہ تر دامن اور ہی جفاک میری قبر سے
پوچھتے کیا ہو شب فرقت کی بیدار کا حال
ہجر میں رو نیکو بیٹھا تھا اب وٹھ سکتا نہیں
کب ہوئی تربت پیمٹی ڈالنی کی احتیاج

دل جلے تیرے جنم پر بھی سبقت لیکے
حسرتیں اتنی مریضان محبت لیکے
چند پروانے اوڑا کر شمع تربت لیکے
آبرو اسکو بھجھ کر ابر رحمت لیکے
آنکھ کیوں نہ بند ہوتی ہے یہ حسرت لیکے
کیسے آنسو تھے کہ دلی ساری طاقت لیکے
خاک دان دھڑے جب ہم کدورت لیکے

اکھڑے ہیں دیکھتے ہیں آئے شب کو طرح
آج ناؤ کی عشق ہم تھے رخصت لیکے

ہو چکے جو مثل ابر مسم آنسو بھرے ہوئے
آنسو بھر آئے دیکھ کے بادل بھرے ہوئے
خالی ہوئے جو آنکھوں کے بادل بھرے ہوئے
خوف شب فراق سے تھرا رہا ہے دل
وہ نخل خشک تھے نہ مبارک ہوئی بہار

ہر سوئے تھے جو خشک بیابان ہرے ہوئے
صحرائے ساہو زخم جگر کے ہرے ہوئے
گلزار کوہ و شہر و بیان ہرے ہوئے
دامن میں طفل اشک چھپی ہیں رے ہوئے
بجلی گرمی فلک سے ذرا جب ہری ہوئے

<p> اوستے ہیں امحسان کو بادل بہار کے چمکی جو خوش میں تیرے وحشی کی برق آہ کینچو نہ میرے سینہ سے اے قاتل جہان بیتاب ہے پے سر شوریدہ تیغ یار وحشت مراے دھرمین آیا نہ پھر کوئی آنکھیں ہیں اپنی عالم غربت میں سدا نالے میں کیا کروں شب تاریک تجھ میں جہنم کے باغبان نے مجھے ذبح تو کیا اشد رے پاس لغت پر وادہ بعد مرگ </p>	<p> ہم بھی بہت دنوں سے ہیں ایدل بھری ہوئے ایٹھے ہیں اشتیاؤ نہیں طائر ڈرے ہوئے تم کیا کرو گے تیرا مو میں بھرے ہوئے لو کون کے دامنوں میں ہیں تھر بھرے ہوئے ایسے گئے یہاں سے مسافر ڈرے ہوئے ہیں ہر قدم یہ اشک کے دریا بھرے ہوئے چپکے ہیں آج مرغ سحر تک ڈرے ہوئے اب رو رہا ہے منہ کو نفس پر دھرے ہوئے روتی ہے شمع سامنے لاشہ دھرے ہوئے </p>
---	---

ولہ

<p> ہم اسیر وں سے عشق کامل ہے ہم ہیں سو حشرین ہیں اور دل ہے ہنستے ہو چاک حبیب پر ناحق میرے لاشہ پہ آکے وہ بولے شب فرقت میں کوئی پاس نہیں مجھ میں طاقت کہاں جو لون کروٹ میں تو کھلا تمھارے کو چہرے دل رہے ہیں تمام جسز و بدن تم کو کیا قدر میرے رونے کی فرش گویا ہے آب گیلنے کا نامہ بر عشق ہے پسینہ میں عاشقوں کا کہی نہ دھنسل ہوا تیرے در کی زمین کا کیا کہنا ہوں بے خود کہ جب کوئی بولا دن چڑھے گا نہ ہم عنبر یون کو یا د کرتے ہیں چشم کا بہنا کاسیتے ہیں بگولے اٹھنے میں </p>	<p> ہر نفس چاک صورت دل ہے مہربان دیکھنے کی محفل ہے یہ تقاضاے وحشت دل ہے اوس طرف بیٹھے جد ہر دل ہے ایک بس میں ہوں اک مراد دل ہے شفقت بیقرار ہے دل ہے آج ایک لامرا و مان دل ہے کس قدر بیقرار ہے دل ہے اشک ہر ایک پارہ دل ہے اوس گلی میں یہ مجمع دل ہے خط میں مضمون سوزش دل ہے گھر تیرا ہے کہ خانہ دل ہے یہ جگہ تو محمد کے قابل ہے میں یہ سمجھا کہ مالہ دل ہے کوچ مسراہ شمع محفل ہے بستر اپنا قریب ساحل ہے خاک مجھ نا تو ان کی شامل ہے </p>
--	--

بھٹیہ اے کشت پا حال امید
 زور سے آہ کر نہیں سکتا
 ہون میں تیغ سراقی سے مجروح
 میرے دل کو جلا رہے ہیں رقیب
 شمع دھپہ روانہ جلکے ہو گئے خاک
 شام سے ہیں روانہ پروانے
 اشک بے تہ نہیں ترے آگے
 اوٹھ سکے کیا پئے جواب سلام
 آئینہ خانہ ہے یہ بزم جان
 دل بھون میں کیا برائی تھی
 کیون چمک ہو نہ میرے زخم بھین
 قتل کرنا ہے بے گنا ہو ملو
 مفت بد نام ہو رہی ہے نقاب
 میری باتوں کو سن کے نیندا آئی
 اکثر آتی سے زلزلہ میں زمین
 تن سے چھٹک رہے روح آوارہ
 سرکے دون کسے نہ دون العشق
 زرد ہے رنگ زعفران کی طرح

حشر میں اشک ہو کھل چکا ہے
 نرم دل ہیں وہ سخت مشکل ہے
 زخم کو الیسا مشکل ہے
 آج بندہ بھی شمع محفل ہے
 کون کتا ہے وصل مشکل ہے
 صبح تک قصد شمع محفل ہے
 آج سکتے ہیں شمع محفل ہے
 دست نازک میں آپکے تل ہے
 اک یہاں ایک کے مقابل ہے
 جھمک لیلی جو منکر محفل ہے
 غیرت ماہتاب قاتل ہے
 کس تر و دین کج قاتل ہے
 میرے ارنکے حجاب حائل ہے
 کیا میرے حال سے وہ غافل ہے
 بے متدار و بکی خاک شامل ہے
 آج لیلی بغیر محفل ہے
 سنگ طفلان ہے تیغ قاتل ہے
 حال میرا منی کے قابل ہے

اے عشق بیان کیا کیجیے

کچھ دنوں سے جو حالت دل ہے

در دس رہے جلد بتلا دے دوکان خدا کی
 باغین اوس سرو قد سے عرض شمشاد کی
 آپ کے بھون کی آتی تھی صد فریاد کی
 جب اسیران گذشتہ کی حکایت یاد کی
 روئی شیریں جب کسی طائر کو دیکھا گوہر
 رات بھر مطلق نہ آئی نیند ایسا جی لگا
 بالغ کے حسن گذشتہ کا اسیر و نسے ہے ذکر

اے جنون بھگو قسم ہے تیشہ فریاد کی
 بندگی مقبول ہو اس بندہ آزاد کی
 آؤ کچھ باتیں کر میں باہم دل ناشاد کی
 رات بھر بیٹھا رہا نیند اور گئی میاں کی
 فرط الفت سے جاننا روح ہے فریاد کی
 صبح تک باتیں سنیں منہ دل ناشاد کی
 یا الہی بند ہو جائے زبان صبا کی

دم کلکنا کوئے جانائے کلکنا یاد ہے
نقصہ معرود و فادیا میں باقی رہ گیا
نقل کو پہچانتے ہیں اصل سے بنیاد میں
لی نہ کروٹ تک پکارا فتنہ محشر ہزار
کوئے جانائے نہیں آتی صدانا لولی آج
ضد سے ہے تعریف گل چین ہم اسیر ولی حضور
پاؤں اپنے سو گئے ملتے ہی سلمان جنوں
کیا چھپے ناحق بہا یا تھا اسیر و نکالو
اب پڑے رہتے ہیں مثل نقش پا آرام سے
وحشیان کوہ و صحرائے ملے جا کر ہسم
جسکو جیسی بن پڑی کیا اختیار امیر بان
بھنے لی راہ عدم رو کا کئے دام نفس
دیکھ کر روئی خوشی حسرت سے بھگو دیکھ کر
کوئی وحشی اس طرح سے گم ہوا ہو گا اسیر
بتا تر دو ایک مدت سے نہ تھی دلکی خبر
جشن یونین آمد فصل بہار کی ہر دھوم
بھر سے مل اے فاختہ میرا ترقصہ ہی ایک
بھگو کھیرت ہے وہ الفاظ آج بولے ہیں حضور
در الفت نے قدم رنج کیا شادی ہوئی

ہم یہ دو بائیں نہ بھولے عالم ایجاد کی
حسن شیریں کا نہیں وحشت نہیں فریاد کی
قالب خاکی جو پایا قبر سے ہنے یاد کی
دیکھئے کب تیند بھرتی ہے دل ناشاد کی
کیون صبا کیسی طبیعت ہے دل ناشاد کی
دلکے ٹکرے کر رہی ہے گفتگو صیاد کی
مول لیس کر پھر دین پھر بیڑیاں حداد کی
بوسے خون دیتی ہے مٹی خانہ میاد کی
درو دل اوٹھتا نہیں کیا ضعف فیانہ اد کی
ذکر آیا قیس کا بائیں رہن مسرہ یاد کی
دسنے کو چوچ آپ کا اور ہم نے بجا آباد کی
ہو گئیں بیکار ساری کوششیں صیاد کی
جب بنا ڈالی گئی اپنے دل ناشاد کی
فرزدان میں بنائی ہے تیرے ناشاد کی
آنسوؤں نے آج اگر کیا طبیعت شاد کی
بیڑیاں آواز دیتی ہیں مبارک باد کی
بھگو الفت قد جانان کی تجھے شمشاد کی
حال خود پوچھا عجب بات اپنے ارشاد کی
دل میرا ٹوا صدا آئی مبارکباد کی

اے عاشق عاشق خوش خرم دل رہن
ہو نہ بر باد کی کسی کے حسانہ آباد کی

تیری گلی سے پریشان اشکبار آئے
کبھی نہ ہوش میں ہم نے خیال کیا آئے
بنی ہے کیا دل بیتاب خدا جانے
کمال عشق میں وہ اعتبار لینگے ہم
ہماری خاک پڑی ہے تمہارے کوچہ میں
کمال شہرہ الفت گر ان بھاطر تھا

کھد میں ہم دل بیمار کو اتار آئے
کسیکے در پہ آگے جباوے پکار آئے
کچھ آج اشک بھی آنکھوں سے پڑا آئے
عدم میں غل ہے کہ کیتلے روزگار آئے
ذرا سیم سے کند و نہ بار بار آئے
سبک ہوئے جو میں سب قبر میں آئے

<p>وہ عند یسب میں مجاہدین گرزبان میں ہم کہیں پہ چھوٹ گیا دل کینچ رو گئی بچ ہمارے کوچہ میں جا کر کبھی نہ ہلا دل یہی نشان ہے خود رنگان لفت کا تمہارے حشویہ میں وہ صاحب شہت ہمارے بعد یہ ہے حال ہم سفرون کا زوال حسن میں وکانہ پاساں تہین شرب کے برق بھی کتنی ہو تیرے نالوں سے صبا نے دی تیر وحشی کی فرہر جاروب سب فراق میں آرام ہے دلا میویب عجب نہیں ہرے سوز داغ فرقت سے خفا ہو جو تمہاری گلی میں دفن ہوے ریاض دھر میں ہم اپنی بی شباتی پر یہ رشک تیرے کوچہ کے اینوا لونسے وہ نیند آئی کہ تار و زحشر سوئے ہم یہ حرمت شب فرقت کی ہے تھکے تاکید نسیم آہ ہے اس کام پر فقط معمور تمام گزردہ رت ہے قالب خاکی</p>	<p>عدم سے خاک اور اتنی ہوئی ہمارے ہم اس قدر تیرے کوچہ سے بے قرار آئے خبر کے واسطے انسو ہزار بار آئے کہ نیند آئے اسے جو سر مزار آئے ہمارے نام سے پتھر ہزار بار آئے اس آشیان میں صدادی وہ ہر چار آئے ستری گلی کی طرف ہزار بار آئے مری طرف نہ کوئی آہ کا شرار آئے پے طواف بگولے ہزار بار آئے میں خود تیرے لگوں جب جمع قرار آئے زمین کو بھی پسینہ دم فشار آئے ہزار بار سب آئے ہم ایک بار آئے عرق عرق ہمہ تن مشکل آتش آئے ہوا کے ساتھ نہ ہرگز مر اعبار آئے نسیم آہ کے چھوٹے جو باغ چار آئے کبھی نہ خاک سوی چشم انتفاہ آئے تیری طرف سے نہ دلیں بھی غبار آئے عدم سے قلب پہ ہم ایک بار آئے</p>
---	---

و فور رحمت معبوداے عشق و کبیر

امید دار شفاعت گناہ گار آئے

<p>عشق ندائی رعایت مرجان لازم ہے پرل سوزان ہنوسینہ میں دھوان لازم ہے چھٹکے ہم قافلہ والوں سے رہ جاتی ہیں ورد چھپتا نہیں انسان کے پانہ کے لکھ کے خطیار کو آنسو نہ بہاؤں کیونکر موت کو بھیج دوگر خود نہیں منظور آنا شیشہ دل ہے اسے شمس تہ لگنے پائے</p>	<p>ابرو سے دل بے تاب تو ان لازم ہے کچھ تو اوچڑے ہوئی سبھی کا نشان لازم ہے اور جلدی تجھے اسے عمر وہ ان لازم ہے کب بر لے دہن زخم زبان لازم ہے کہ عریضہ کے لیے آب روان لازم ہے کچھ نہ کچھ ایتو عسل و خفقان لازم ہے احتیاط آگاہ اسے جان جہان لازم ہے</p>
---	--

<p>ہم ہل جاتے ذرا ہوتا جو زندہ اجڑا نہیں رشک ایسا ہے مرے پہلو میں دلکو دیکھ کر لاش اٹھا چاہتی ہے وہاں شہید ناز کی حسرت و ارمان سے مل کر دل کیا آبا خوب دیکھنا لے دل اٹھا ہے کس طرح کا براس ایک قطرہ بھی نہ قاتل نے دیا ہنگام بخ</p>	<p>دو گھڑی مل بیٹھتے رونے والے کے لیے کیا بگڑ کر اودھ کھڑے ہوتے ہیں جانے کے لیے آپ کیا بیٹھے ہیں یہاں ہند گانے کے لیے مجھ کو بھیجے تھانی بستی بسا نے کے لیے حسرت میں امید پر بجلی گرنے کے لیے اشک دوڑے تشنگی میرے بھانے کے لیے</p>
--	---

ولہ

<p>شہادت دل پر اضطراب ہوتی ہے کسی سے دشت نور دیکھی وجہ کیا کیے بغیر جان لیے کیوں چلی گئی شب بھر نہ گھر میں اور نہ آتا ہے اوس گلی میں قرار یہ فیض بعد فنا بھی ہے چشم گریان کا کسے قبول ہے یہ گاہ گاہ شادی وصل ہے دفن ہونے کو لاشہ تمہارے گریبان کا میں ہوں وہ عاشق رخ فردیسے عصائی جب آکے روتے ہیں مجھ دل جلے کی قرۂ ابر بھری ہیں نشہ سے ایسی وہ نرسی کھین اوس آفتاب سے جو فیض یاب ہوتا ہے یہ پاس ہے دل مجروح کا جب آتے ہیں ہے دل جلا کوئی بیدار اوجھیں یہ فکر نہیں یہ کتنی ہے شب فرقت نہ کھو میری حرمت گھٹا گھٹا کے تری شرم نے مجھے مارا بڑھی ہوئی ہے گلوں سے کین تری رنگت</p>	<p>کیلی فوج خروہ فتح یاب ہوتی ہے شکایت دل حسرت یاب ہوتی ہے کہ صبح باعث شرم و حجاب ہوتی ہے عجیب شکل دم اضطراب ہوتی ہے مرے مزار کی چادر سحاب ہوتی ہے طبیعت دل غمگین خراب ہوتی ہے مگر زمین کی سنی حسرت یاب ہوتی ہے مقابل ورق آفتاب ہوتی ہے جو بوند پر تی ہے اشک کیا یاب ہوتی ہے کہ جیسے جام میں طلو شراب ہوتی ہے ضیاء میں چاند کا کٹر آفتاب ہوتی ہے ضرور چاند سے منہ پر نقاب ہوتی ہے چراغ بجھتے ہی تیرا خواب ہوتی ہے ذرا جو دل کو تمنا ہے خواب ہوتی ہے کفن کے واسطے کافی نقاب ہوتی ہے کہ عکس رخ سے گلابی نقاب ہوتی ہے</p>
---	---

ولہ

<p>ایسی دل سوز حسینوں کی پلک ہوتی ہے دل مجسم روح ہوا سے نہیں ہوتا میناب صورت و بد جگر بھر میں و نشتے ہیں سحاب</p>	<p>سائنس لینے سے کلیمہ کینک ہوتی ہے مشک افشان تری زلفوں کی مسکاتی ہے برق کے دلمیں بھی وہ رہے چمک ہوتی ہے</p>
---	--

<p>رات کو داغ سے پھایا جو سرک جاتا ہے ہے یہ نزدیک قدم رنجہ کرے فصل جنوں برگ گل میں کوئی کانشانہ چھپا ہوسیاد دل اوڑھے جاتے ہیں بگھتے ہیں چراغ ہستی دل سے منہ پھرتی ہیں تابے تو انکی فوجیں جس قدر ہوتی ہے کاٹوںکی زبانیں تیزی متادہ دیوانہ رخسار جب آتی ہے ہمار لب کسان چھوڑتی ہے دلوں وہ غصے کی نظر کچھ نہوتا تو نہوتی خفقان کی شدت دیکھے داغ دل سوز انکو بھلا کیا کوئی اور یا داتے ہیں جو گیسو تو چمک جاتے ہیں داغ</p>	<p>روشنی صبح کی بالائے فلک ہوتی ہے سرانا دہ سودا میں دھمک ہوتی ہے ہم اسیروں کے کلیجے میں گھمکتی ہے داسن افشان تیرے پلکوں کی جھپکات ہے حسن کی ناز کو جانب سے مکا ہوتی ہے آبلو نہیں وہی پانی کی جھلک ہوتی ہے قبر کی خاک میں بھولوں کی مکا ہوتی ہے صفت مفر گانکی طرف سے بھی مکا ہوتی ہے جیف ہے قبر میری زیر فلک ہوتی ہے چشم غور رشید قیامت میں گھٹاک ہوتی ہے شب یلدا میں ستاروں کی جھلک ہوتی ہے</p>
--	--

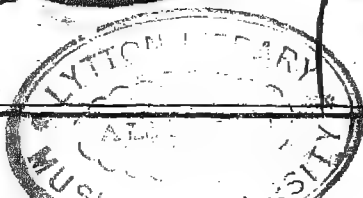
و لہ

<p>طوق گلوے فتنہ محشر بنائیں گے تجگو گواہ سے دل مضطرب بنائیں گے گھر بھی تمہارے گھر کے برابر بنائیں گے اس نیچے کو توڑ کے خنجر بنائیں گے دلکے جہاز کا اسے لنگر بنائیں گے میری لحد کے واسطے جادو بنائیں گے امید تھی کہ آپ یہاں گھر بنائیں گے تا لافس کو توڑ کے مستر بنائیں گے دیکھیں تو شیشہ گر اسے کیونکر بنائیں گے</p>	<p>خفاں اونکے پاؤں کی زر گر بنائیں گے ہم خون آرزو کا جو محض بنائیں گے اپنا مزار تھل در بنائیں گے کہتے ہیں وہ یہ سرمہ کا دنبال پونچھ کر چھلا حضور ہا حقہ کا دیدیجئے ہمیں ہنس نہیں کے پھول توڑ رہے ہیں باغین افتادہ رہنے دی تھی زمین دلی اسلئے جان چلن ہو خط تمہیں لکھیں گے ہم اگر فرماتے ہیں مرے دل نازک کو توڑ کر</p>
---	---

بتی ہے روز زلف عشق کے سانسے
دیوانہ اسکو آب معتر بنائیں گے

تمام

۱۲۹۳۵



ریختہ کلک گھر سداک ادیب بیچنا ب مولوی مرزا

محمد ہادی صاحب عزیز عم فیوضہ

شعر کی تاریخ میں دلی سے لیکر اس وقت تک اگر دیکھو تو شاعری کے مختلف ادوار نظر آئیں گے
زمین شعر کے چنے چیتے پر ایسی ایسی خوشنما اور دل فریب کیا ریان بنائی ہیں جسکی نہ ہمت
و طراوت روح میں طرح طرح کے جذبات پیدا کرتی ہے ہر پھول کے رنگ میں نئی بہار
جھلک رہی ہو کہیں تیر و مرزا کی گلکاری خیال کہیں غالب و مومن کی چمن بندی
کہیں آتش و ناسخ کی نخل بندی اس باغ کے سیر کرنے والے ششدر ہیں چچرا
ہیں کہ وہ آنکھوں سے کیا کیا دیکھیں ایک دل کس کس کا خط اٹھاے۔ مبداء فیاض
کا وسیع ترانہ کہ قدر احمہ و رہے۔ ہزار ہا دوشیزگان مضامین جو قاصرات الطرف
آہیں اس چمن زار کے گوشہ گوشہ میں نظر آ رہے ہیں ہر جلوہ رنگین ایسا دل فریب ہو کہ
نگاہ ہو گا واپس ہونا مشکل ہے۔ معاملہ بندیاں جذبات صادقہ اغراض نفسانہ
کی بولتی ہوئی تصویریں اور قیامت ڈھا رہی ہیں درد و غم نشاط و سرور
بیم و رضا یاس و امید اطمینان و ہراس شوق و ناکامی سعی و جستجو ہزاروں
نقشہ آنکھوں کے سامنے کھچے ہوئے ہیں کہیں ناز کنیا لیاں دہلی کے مقلّم کی صنعت
لیکن نکتہ سنجان لکھنؤ کی مصوری ہے یہ دیوان جسکا ایک اعلیٰ نمونہ ہے اور لکھنؤ کے
مشہور جادویان سید صاحب عشق کی افکار عرش پیا کا نتیجہ ہے۔ اردو کے اہل بیت
میں جو ائمہ فن خوبی زبان فصاحت۔ تاثیرات و جذبات۔ سہل ممتنع۔ شوخی رنگینی۔
درد۔ روزمرہ جدت۔ حسن کی ادائیں عشق کے کارنامے دیکھنا چاہتے ہیں وہ اس دنیا
کے گل سید کے کلام میں دیکھیں۔ میرے خیال میں خواجہ آتش کے بعد کسی شاعر
سہرا عشق کے سر پر کسی دوسرے کو اس میں حصہ نہیں ملے۔ اس میدان کے فرمان بردار

اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے رہے مگر انکے قدم تک پہنچنا مشکل ہو گیا سچ ہے
شاعر فطری ہوتا ہے کتاب اسکو کوئی تعلق نہیں۔

عشق سرزمین لکھنؤ کا ایک ایسا آفتاب ہے جسے خاص لکھنؤ کی شاعری کو معراج کمال پر پہنچا
مرثیہ گوئی بھی بڑے پایہ کی تھی۔ غزل گوئی میں تو عاشقانہ رنگ ایسا کہا جیسے میر نے درگزر شاعر
سادگی و رنگینی میں ہر شعر قیامت و عار ہا ہی لکھنؤ کی شاعری میں اس شخص نے چا چاند لگا
اور یہ کھادیا کہ وہ معاملات عشق کی اصلی تصویریں یوں دکھائے ہیں۔

لکھنؤ کے نقاد ان فن میں شاعر بالکمال کے جوہر اچھی طرح جانتے ہیں لیکن لکاکے
اور اطراف کے قدر شناس کم واقف ہیں۔ ہر وقت اسکی ضرورت تھی کہ انکا دیوان پیش کیا
جائے۔ اسکے پہلے عشق کی چیز غزلین معیار میں شائع کی گئیں گویا اس ماندہ نعت
کی چاشنی صاحبان مذاق کو چکھائی گئی ہر طرف سے مخموروں نے اشتیاق ظاہر کیا۔
آخر میرے کرم دوست حکیم سید علی حسن خان صاحب نے ان جواہرات میں بہا کو
نہایت کو شیش بلوغ سے جمع کیا اور زبان اردو پر ہمیشہ کیلئے ایسا احسان کیا کہ
وہ کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتی۔

آئندہ اور دوا دین غیر مطبوعہ شعر انامی کے وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہیں گے۔

عزیز

لکھنؤ، خاص جید

نتیجہ افکار جناب عزیز لکھنوی

کلام بلاغت نظام عشق
چھپا روح عالم کلام عشق
۳۷ ۱۳

مرتب ہو احلیہ طبع سے اب
لکھا کلکے مضرع طبع فوراً

TITLE Final 11192

Date	No.	Date	No.
1071005			
9237			



MAULANA AZAD LIBRARY
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES:-

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of **Re. 1-00** per volume per day shall be charged for text-books and **10 Paise** per volume per day for general books kept over - due.

